CHECKED 1995 CHECKED
CHECKED
CHECKED · 1933
RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کی حمد ہے زبان پر
ہے آج دماغ آسمان پر

وصف اسکے لکھیں جو لکھنے والے
کونین کے دو ورق ہوں کالے

بان زبان کو تقریر
پتلی کو نظر نظر کو تسخیر

گردوں کو قمر قمر کو ہالہ
پہلو کو جگر جگر کو نالہ

کھانے کو دہن دہن کو کھانا
دانے کو شجر شجر کو دانا

پانی کو بھنور بھنور کو چکر
دریا کو صدف صدف کو گوہر

شب کو کیا روز روز کو شب
لب کو دیئے حرف حرف کو لب

آندھی کو دواں کیا دواں ہے
پانی کو رواں کیا رواں ہے

پھول اوسنے کھلائے کھلتے ہین روز
دو وقت ہلائے ملتے ہین روز

ہے اوسکا مقام بسکہ بالا
بیدم ہوتا ہے جانے والا

خامہ یہ تھکا کہ رُک گیا ہے
سرلوح پہ رکھ کے جھک گیا ہے

نعتِ جنابِ سید المرسلین

ہے وصفِ جنابِ احمدِ پاک
لولاک لما خلقت الافلاک

کونین مین جان اونکے دم سے
دارین کی شان او [illegible]

سائے مین بھی شان کبریائی
[illegible] مشکل اس سے کبھی

پانچے مداد کلکِ تقدیر
کی خلق کی قسمتون کی تحریر

منظورِ نظر جو چار تھے یار
کاشانۂ دین کے تھے ستون چار

بحرِ رفعت کے چار تھے دُر
جسمِ ایمان کے چار عنصر

افلاک رضا کے چار اختر
دیوان قضا کے چار دفتر

لازم ہے ثنائے اہلبیت اب
[illegible]

گویا قدِ مصطفےٰ شجر تھا
[illegible]

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

رکھ آبرو اے خدا سخن کی
دے خامے کو نوک بانکپن کی

ہو باغِ جہان مین یہ فسانہ
ہر مرغِ نظر کا آشیانہ

ہر دائرہ ہو دہانِ محبوب
ہر نقطہ ہو خالِ عارضِ خوب

اشعار بشکل قد ہون موزون ‏— دلکش ہون برنگ زلف مضمون

جو دیکھے وہ منہ دکھائی دے دل ‏— ہر سطر کی زلف مانگ دے دل

معنی وہ دکھائے جلوۂ نور ‏— کاغذ ہو بیاض جبہۂ حور

نقطون کا یہ حسن صفحے پر ہو ‏— افشان ماتھے پر جلوہ گر ہو

رنگین سخنی سے ہو شفق گرد ‏— وہ رنگ جمے کہ لعل ہو زرد

پھولون پہ چمن مین اوس پڑ جائے ‏— غنچہ بولے تو منہ بگڑ جائے

مین کیا ہون بہت ہین یان سخنور ‏— قطرہ یہ کہان کہان سمندر

جگنو یہ کہان کہان ستارے ‏— ذرہ یہ کہان کہان شرارے

ہو خاک مجھے فروغ کا ظن ‏— آندھی مین نہ ہو چراغ روشن

گلزار مین کیا وجود شبنم ‏— کیا بحر مین اک حباب کا دم

کیا تختۂ گل مین قدر خاشاک ‏— اکسیر اکسیر خاک ہے خاک

لیکن کہین انجمن ہے خالی ‏— کب میکدۂ سخن ہے خالی

حاصل میکش کو کچھ نہ کچھ ہے ‏— تلچھٹ ہی سہی اگر نہین مے

رب یارب رحیم ہے تو ‏— دینے والا کریم ہے تو

لب تو نے دیے ہین اور دہن بھی ‏— دانت اور زبان اور سخن بھی

میرے گہر سخن کو دے آب ‏— جوش مضمون ہو جوش سیلاب

شستہ مرے خامے کی زبان ہو ‏— دریا ہے خامہ جب روان ہو

ہو رشک یہ چستی سخن پر ‏— ڈھیلی ہو قبائے ناز تن پر

بندش یہ ہو موئے بند شیدا ‏— چوٹی مین ہو پیچ و تاب پیدا

اس نسخے کو کیمیا پہ ہو فوق	سرمہ ہو یہ بہر دیدۂ شوق

آغاز داستان یعنی شاہزادہ ماہ عالم کی پیدائش کا بیان

ساقی دیکھ آج شان گلشن	جوبن پہ ہین گل رخان گلشن
کہتے ہین چمن کے پھول بوٹے	ہو رنگ جو لو تو یہ آج لوٹے
اک شاہ تھا کشور عجم مین	مشہور تھا جاہ مین حشم مین
سلطان کے لقب سے نامزد تھا	انسان کے لباس مین اسد تھا
وہ یوسف کاروانِ اقبال	تھا اوج مین آسمان اقبال
جرأت کی بنا کا خود تھا بانی	جز عکس تھا کون اوسکا ثانی
کاکل بل مین بہت کم اوس سے	تلوار کا ناک مین دم اوس سے
ہمت کا بڑھاؤ حد سے بڑھکر	دریا سے زیادہ قد سے بڑھکر
دیکھے تو دبے سمٹ کے کاکل	ہو جائے انگل کی گھٹ کے کاکل
گھر تھا لیکن پسر سے خالی	درج شاہی گہر سے خالی
گلزار جہان مین مثل شمشاد	رکھتا نہ تھا پھول پھل [illegible]
گلشن تھا خزان رسیدہ اوسکا	بے نور نظر تھا دیدہ اوسکا
قسمت تھی سیاہ شب کی صورت	تھی اوسکو چراغ کی ضرورت
ڈر تھا کہین گھر نہ بے مکین ہو	خاتم الدن نہ بے نگین ہو
تھی جاہ محل کی آبرو کی	بندے نے خدا سے آرزو کی
چمکا جو نصیب کا ستارہ	پردے مین ملا جگر کا پارہ

دانے کو زمین نے دبایا — قطرے نے صدف کو گھر بنایا
دانے سے ہوئی شجر کی امید — قطرے سے پڑی گہر کی امید
گن گن کے کٹے جو نو مہینے — مژدہ دیا شاہ کو کسی نے
ٹپکا ثمر نہال اُمید — نکلا بُرج حمل سے خورشید
مہتاب کو داغ دے وہ صورت — سورج کو چراغ دے وہ صورت
بجلی کو یہ چوٹ ہو چمک سے — اُلٹی سیدہی گرے فلک سے
پیدا جو ہوا وہ دانہ گھر مین — آیا گویا خزانہ گھر مین
بوٹے سے نہال ہو گیا شاہ — تارے نے ہلال کو کیا ماہ
وہ نور تھا یون اوس انجمن مین — ہو روح لطیف جیسے تن مین
حسرت رہی دیدۂ حسد کو — پردہ ہوا حُسن چشم بد کو
لعل و زر و سیم سب منگایا — بانٹا بخشا دیا لٹایا
جلسون مین ہنسی تھی قہقہے تھے — غنچون مین ہزارون چہچہے تھے
[illegible] نگاہ عالم — رکھتا گیا نام ماہ عالم

ماہ عالم کا جوش شباب اور تصویر پر عاشق ہو کر پیچ و تاب

ہان ہان ساقی شراب آئے — دل سرد ہے آفتاب آئے
بے دختر رز نہین مجھے چین — ہون صورت موج بادہ بیچین
وہ ماہ لقا تھا آسمان قدر — بڑھکر جو ہوا ہلال سے بدر
ہر فن مین کیا کمال حاصل — جیسے مہ چاردہ ہو کامل

حصے مین تھی آبرو کی ہر شے — تھا رزم مین تیغ بزم مین مے
دانش مین خیالِ نکتہ یابان — بینش مین نگاہ بے حجابان
اندیشے مین وسعتِ شبِ ہجر — افکار مین گرمیِ تبِ ہجر
رنگین سخنی مین لعلِ احمر — شیرین دہنی مین حوضِ کوثر
گفتار مین شیشۂ مے ناب — رفتار مین یا نسیم یا آب
نور اوسکا فروغِ دیدۂ طور — حسن اوسکا چراغِ محفلِ نور
اوج اوسکی جبین کا ایک پرتو — شان اوسکے چراغِ بخت کی لو
رفعت کوٹھے کا ایک زینہ — دولت خاتم کا اک نگینہ
طاقت چٹکی مین صورتِ تیر — نصرت قبضے مین مثلِ شمشیر
عقل اتنی بڑھی کہ زلف گھٹ جائے — عمرِ خضر و مسیح کٹ جائے
اکدن کہ تھا جوشِ موسمِ گل — دلکش تھی بہارِ زلفِ سنبل
جو پھول تھا لال ہو رہا تھا — ہر پیڑ نہال ہو رہا تھا
آتا تھا ہوا کو اسقدر پیار — منہ غنچون کے چومتی تھی ہر بار
نہر اپنی دکھا رہی تھی موجین — لہرون سے اوڑا رہی تھی فوجین
وہ گل کہ تھا آبروے گلشن — گلشن مین تھا مثلِ بوے گلشن
اختر کہ وزیر کا پسر تھا — مانندِ سہا پسِ قمر تھا
گل تازہ کھلایے اوس زمین پر — تاجر کوئی آپڑا وہین پر
پہونچا لبِ جو وہ سروِ نوخیز — کی پیش ہر ایک شے دلاویز
قصہ کوتاہ آخرِ کار — دکھلائین شبیہین اوسنے دو چار

تصویر تھی لاجواب ہر ایک
سب مین بے مثل تھی مگر ایک

ابرو تھے کھنچے ہوے ہلالی
زلفین کہ گھٹائین کالی کالی

پھولے پھولے وہ گال تھی پھول
تھے گال کے گال پھول کے پھول

آنکھین دکھلاتی تھین تماشا
ارباب نظر کو پتلیون کا [illegible]

لب کہتے تھے بولنے ہی پر ہی
گویا منہ کھولنے ہی پر ہے

[illegible] نگاہ بنکے آئی
پہلو مین وہ آہ بنکے آئی

کاکل سے پڑا بلا کا پھندا
بت بن گیا وہ خدا کا بندا

دیدے لگے کہنے ہو کے قربان
تو ہی مری پتلیون کی ہے جان

بولا شہزادہ چشم بد دور
ہے یہ کسکی نگاہ کا نور

کس برج کے چاند کی یہ ضو ہی
کس گھر کے چراغ کی یہ لو ہے

تاجر نے کہا سراب ہے یہ
نور بے آفتاب ہے یہ

دراصل یہ نقش ہے خیالی
صورت ہے گواہ بے مثالی

صبح کاذب سے دن نہین ہی
سائے پہ پری کا کیون یقین ہی

[illegible]
خورشید پہ خاک ڈالتا کیا

[illegible]ل کو دسن نہ جانے کوئی
تارے کو شرر نہ مانے کوئی

[illegible]جھا وہ کر فاش ہوگیا راز
پردے مین چھپا نہ نغمۂ ساز

ایسا نہ ہو بنکے سب بگڑ جائی
الجھے یہ تو کوئی پیچ پڑ جائے

بولا کہ ہے ایک کشور حسن
ہے جسکا سواد دفتر حسن

دیوارین رخ حسین سی شفاف
صحن آئینہ جبین سے شفاف

در اوسکے جو دیکھ پائین معشوق
آنکھین اپنی چرائین معشوق

قد سے بالا مقام ہر ایک
طالع سے بلند بام ہر ایک

جس راہ پہ شہر مین نظر کی
تھی مانگ کسی حسین کے سر کی

فردوس ہے تختگاہ کا نام
خسرو ہے بادشاہ کا نام

یہ نور نظر۔ نظر ہے خسرو
یہ بخت جگر۔ جگر ہے خسرو

اوس بزم مین نور ہے تو یہ ہی
فردوس مین حور ہے تو یہ ہے

مشتاق ہوا وہ سر سے تا پا
بولا کہ بیان کر سراپا

تاجر پہ تھی ختم خوش بیانی
یون کی سر بزم گلفشانی

برج شرف قمر ہے وہ سر
یا نخل ہے قد ثمر ہے وہ سر

اک گنبد قصر نور کہیئے
قندیل چراغ طور کہیئے

زلفین سیلاب بحر اسود
اور سر ہے حباب بحر اسود

دے مستی حسن بوے بادہ
سر پیش کرے سبوے بادہ

ہے جلوہ نما وہ مانگ سر پر
گویا تلوار ہے سر پر

یا اک خط زر سر محک ہی
سیدھی یا چین کی سڑک ہی

برق ابر سیاہ سے کہیئے
کالے پانی کی راہ کہیئے

کاکل شب ہجر خستہ حالان
یا ہے بخت شکستہ حالان

گر آنکھ کسی کی اوس سے لڑ جائے
قسمت مین بلا کا پیچ پڑ جائے

ہم پلہ جو زلف خم بخم ہو
غالب ہے کہ عمر خضر کم ہو

کان نعلین سے لڑتے ہین کمان
گلہاے چمن پکڑتے ہین کان

ہر زلف ہے سانپ اسمین کیا شک — وہ کان ہین یا نبیان بلاشک
چہرے مین ہے جبہۂ منور — یا باغ جنان مین حوض کوثر
کیا رنگ کہون شگفتگی کا — اک پھول کھلا ہے چاندنی کا
[illegible] صاف جوش تنویر — روشن ہے جبین سے خط تقدیر
ابرو رخ صاف پر کمان ہین — بحر خوبی مین کشتیان ہین
دو طاق ہین خانۂ خدا کے — دونون ہین دفتر حیا کے
دیکھے ابرو تو سر جھکا کر — گوشے مین چھپے کمان جا کر
دل بہر مثال تو ہے بے عین — کہیئے تفسیر قاب قوسین
آنکھین ہین سیاہی سحر خوانی — یا ساغر بادۂ جوانی
جادو ڈالین تو صاف چل جائے — رنگ ابلق دہر کا بدل جائے
پلکون سے بنا کے آشیانے — دو مرغ بٹھا دیے خدا نے
چتون سے عیان ہے خوش کلامی — کہیئے آنکھون کو شرح جامی
پلکین گدکے پھری سہے پتلی — پلکین ہمہ تن پری ہے پتلی
بینی الله کا الف ہے — یا شمع ہے یا صراحی مے
حورون کے تھے دانت لعل لب پر — کی نقب زنی طمع مین آ کر
پہونچا بینی پہ رخ سے ادراک — ہے پشتۂ جلد مصحف پاک
گال اوسکے ہین گل مگر ہین نچار — چمکین تو ہو برق جلکے فی النار
مضمون ہے گنجینے کا نایاب — دونون ہین وہ آفتاب و مہتاب
لب کے کہتے ہین معجزہ ہنسی ہی — شق القمر ایک دل لگی ہے

ہے بست و کشاد اونکا معمول — غنچہ کبھی دیکھیے کبھی پھول
لب ایک ہے باتو دوسرا تا — دونون جو ملین تو بت ہو پیدا
بت بنکے وہ سنگدل نہ بولے — عیسی بھی جو آئین لب نہ کھولے
انگلی جو لبون کے درمیان ہی — مابین دو لب الف عیان ہے
ظاہر یہ ہوا الف سے مطلب — لب ہین مے حسن سے لبالب
کیا وصف دہن مین کیجیے فکر — جو چیز نہین ہے اوسکا کیا ذکر
ہان جو کہ ہوائی نکلتی ہے بات — سانچا ہے وہ جسمین ڈھلتی ہی بات
رخسار ہے حباب منہ ہے چشمہ — مچھلی ہے زبان گفتگو کیا
کوزے مین ڈلی نبات کی ہی — یا موج آب حیات کی ہے
ہین دانت دہان صاف مین بند — سیپیا رے ہین یا غلاف مین بند
ہیرا ہے پتھر یہ گفتگو ہے — موتی کی ذرا اسی آبرو ہے
رخ ہے ملک فرنگ گویا — منہ قلعہ ہے بہر جنگ گویا
دانتون کی صفین نظر پڑی ہین — یا قلعے مین پلٹنین کھڑی ہین
پنہان نہین کچھ ذقن کے اوصاف — پڑھیے قرآن مین سورۂ قاف
ہے غبغب صاف چاہ نخشب — خال غبغب سے ہے ماہ نخشب
عین آنکھ کو کیجیے جو تسلیم — شک اسمین نہین کہ ہے دہن میم
دیکھا ہے بہ شوق نکتہ یابی — ہے پارۂ عم رخ کتابی
گالون پہ جو آتے ہین نظر خال — ہے نقطۂ انتخاب ہر خال
تا دفتر کن کے سارے مشتاق — سمجھین کہ ہین منتخب یہ اوراق

گر شمع سے دون مثال گردن — ہو شمع کو سر وبال گردن

اللہ اللہ بلند ہے شان — رحل اوسکو کہون کہ رخ ہی قرآن

کیا جلد گلو ہے اور کیا رنگ — آئینہ ہے صاف پیک کا رنگ

یا مے ہے بھری میان شیشہ — یا لال پری میان شیشہ

شانے سر بازو خوش آئین — شیشون پہ دھرے ہین جام زرین

ہے جوش ضیا سے آشکارا — اکون کے کنول ہین جلوہ آرا

شفاف بدن کو نہر کہیئے — ہر ہاتھ کو ایک لہر کہتے

دو ہاتھ ہین سینہ ہی مگر ایک — تلوارین تو دو ہین اور سپر ایک

پہونچون کو نہ پہونچے چاہی جو ہو — گھل جاے جلن یہ شمع کو ہو

اِکدن کہین دیکھی تھی کلائی — کل برق کو آج تک نہ آئی

ہے رشتۂ جان وہ نبض پر نور — یا تار نگاہ دیدۂ حور

چمکے جو ہتھیلی بھور ہو جائے — چشم خورشید کور ہو جائے

مچھلی سے خیال دور بین ہے — چشمہ کف دست نازنین ہی

کیا کیجئے وصف پنجۂ نور — ہے پنجۂ آفتاب مشہور

دیکھے جو کوئی بچشم ادراک — مرقوم ہے پنجسورۂ پاک

آنکھون کو کہا جو شرح جامی — پنجہ ہے خمسۂ نظامی

پورون سے نیشکر ہر انگشت — فوارۂ نور ہر سرانگشت

ہے سینۂ صاف دشت ایمن — یا آئینہ یا ہے مہر روشن

چاندی سونے کا یا طبق ہے — یا سورۂ نور کا ورق ہے

پردے کا پسند ہے قرینہ
پستان ہین کہ ہین بلور کے برج
یا میوۂ نخل زندگانی
بیخود ہے شراب پینے والے
اب قابل صاد سنیے باتین
ہے اوسکا شکم کہ صحن ورنبد
بلور کا صحن یا ہے گھر مین
آئینہ نفس سے جزر و مد ہے
ہے پیٹ بھی صاف بیٹھ بھی صاف
سیلی جو عیان سر شکم ہے
ناگن کی مثال پیچ ہے پیچ
روشن ہے کہ آئینہ بدن ہے
قلعہ ہے شکم تو برج ہے وہ ناف
یا سخت پڑی ہے چشم چریا
موہوم ہے وہ کمر یہان تک
اک زلف کا بال ہے کمر کیا
ستار عیوب کی قسم ہے
یون عقدہ کشا ہے طبع کشاف
تعریف سرین مین عقل گم ہے

لوح محفوظ ہے وہ سینہ
یا نور کے گھر مین نور کے برج
یا محمل ناقۂ جوانی
مستی مین اولٹ دیے پیالے
سینہ تو ہے لوح یہ دو آیتین
اوس حصن مین حسن ہے نظر بند
یا چاندنی چوک ہے نظر مین
دریا کی مثال مستند ہے
آئینے کے دونون رخ ہین شفاف
پستان ہین دو آیتین یہ قلم ہے
سنبل کہیے تو ہے بڑا پیچ
یہ سایۂ زلف پر شکن ہے
یا بحر شکم بھنور ہے وہ ناف
وہ ناف ہے نقش دیدہ گویا
صانع نے دیا ہے نقطۂ شک
شاعر کا خیال ہے کمر کیا
دو ہستیون مین نہان عدم ہے
ہے تار نگاہ دیدۂ ناف
خاطر کو گران مثال خم ہے

میکش یون مست گفتگو ہین
ایوان حیا مین یا ہین چھاپے
اب پاس حیا ہے کیا مین بولون
کیا خاک گہر کی آبرو ہے
ساغر نہ کہون صدف نہ جانون
عقدہ کھُلے چاک پر جو ہو غور
رانین طیوس مین ہین مستور
پنہان بادل مین بجلیان ہین
ساقون پہ یقین ہے شاعرونکو
پالودن مین ہی لام الف کا نقشا
کی فکر جو جانب معانی
پشت کف پا ہے بسکہ پر نور
امکان مین ہو جو دید ناخن
تلوون پہ نثار ہین مہ و مہر
روشن دقت معائنہ ہے
قامت سے قیامت اٹھ کھڑی ہو
سنتا تھا کہ جی مین آیا جی دے
تصویر کو دے کے زر خریدا
کیا بخت ہے اور کیا مقدر

میخانے مین نقرئی سبو ہین
یا کھینچے دہرے ہین آفتابے
ایسی نہین یہ گرہ کہ کھولون
غنچے مین مقام گفتگو ہے
گندم جو کہو کبھی نہ مانون
عاشق کا جگر ہے کچھ نہین اور
شمعین فانوس مین ہین مستور
مضمون الفاظ مین نہان ہین
مصرع ہین یہ بیت حسن کی دو
مرقوم ہے صاف صورت لا
سمجھے نہین کوئی اسکا ثانی
ہے روے پری کہ چہرۂ حور
ہو قوس قزح مرید ناخن
دو آئینہ دار ہین مہ و مہر
ہر نقش قدم انکی آئینہ ہی
سایے سے پری عری پڑی ہو
دیکھا دیکھی بھر آئے دیدے
سودا لیا درد سر خریدا
بجلی تو کہین ہے چلے کہین گھر

شہزادے کا تلملانا اور وزیر زادے کا سمجھانا

توبہ کو مرا اسلام ساقی
بھر دے بشد جام ساقی

دل کی سوزش بڑھی ہوئی ہے
سودا سا ہی تپ چڑھی ہوئی ہے

وہ صاحب تاج کشورِ غم
وہ داغ نصیب ماہ عالم

گہوارۂ نازنین بلا تھا
ناواقف کوچۂ بلا تھا

بیدل ہوتا تھا دلگی سے
خاطر تھی کشیدہ میکشی سے

چشم پُر آب تھا پیالا
شیشہ کفِ دست کا تھا چھالا

تھا بسکہ گھڑی گھڑی تیار رنگ
چہرے میں تھا دھوپ چھانو کا رنگ

یا ابر تھا اشکبار یا وہ
یا برق تھی بیقرار یا وہ

بھڑکی دل میں وہ آتش غم
جس آگ سے آگ لے جہنم

اشکوں کی وہ چشم سے روانی
یا دل بھریں جسکے آگے پانی

انجان کا عشق جی پہ بیٹھا
دل سب سے اوٹھا اوسی پہ بیٹھا

آنکھوں پہ کچھ ایسی چھائی وہ شکل
پتلی بنکر سمائی وہ شکل

ابرو تلوار ہو یہ مانا
لیکن مہ عید اوسنے جانا

کاکل ہو بلا زمانے بھر کو
سرپیچ تھی لیکن اوسکے سر کو

آنکھیں خونخوار ہوں بلا سے
اچھا بیمار ہوں بلا سے

قد دار سہی سنبھال تھا وہ
سر آنکھوں سے پائمال تھا وہ

اختر ابن وزیر اوس کا
ہمراز میں تھا مشیر اوس کا

سمجھانے لگا کہ اے خرد ور — کیون خاک کیطرح ہے یہ چکر
ہے خواب فقط خیال تصویر — چھوٹے نہ بھلے نہال تصویر
ہون اشک در آبرو کہان ہی — تصویر کے گل مین بو کہان ہی
سوکھے کو ہرا نہ جانے کوئی — کھوٹے کو کھرا نہ مانے کوئی
موتی کا گمان حباب پر کیا — پانی کا یقین سراب پر کیا
گیسو نہین پیچ مین ہو کیون گم — یوسف نہین ہوش کیون ہو گم
قصہ نہ بڑھے ہے رنگ کا گل — چھوٹے کہین شہر مین نہ یہ گل
ہے باد ہوائی چاہ کی لہر — چھوڑین نہ شگوفے مردم شہر
جھلکے نہ لگائین آگ بدخواہ — پڑ ہکر نہ کنوئین جھنکائے یہ چاہ
سلطان سے کوئی جڑے تو کیا ہے — اولٹی سیدھی پڑے تو کیا ہو
یہ چاہ ہے رنج کی نشانی — پڑ جائیگا آبرو پہ پانی
بولا کہ نہ چھیڑ راگ مالا — ڈہن چھیڑے سے اور ہو دوبالا
دل آ ہی چکا تو صبر کیسا — دم جانے پہ ہے تو جبر کیسا
دامن نہین یہ ہوس کہ چھوٹے — شیشہ نہین آسرا کہ ٹوٹے
نیت بدلے ہوا ہے گویا — خواہش مٹے نقش پا ہی گویا
بالا ہی پڑا قضا سے ابتو — جو ہو سو ہو بلا سے ابتو
سمجھا کہ مری کیا خدا نے — مین کیا مری بات کیا کہ مانے
تنکے کا شمار لہر مین کیا — بنیاد حباب نہر مین کیا
سوجھی مرے دست پردہ پوشی — قفل در لب ہوئی خموشی

سلطان کا ماہ عالم کو سمجھانا آخر نسبت کا خط لکھا جانا

ماتا ساقی ہوا پہ ہے آج — رندوں کی نظر خدا پہ ہے آج
مے دے تو بھلا نہ دے تو کیا جبر — پائیں تو مزہ نہ پائیں تو صبر
دل آکے رکا نہیں کسی سے — آندھی نہیں تھمتی آدمی سے
شہزادہ کہ غم سے مر رہا تھا — دم عشق کا جی سے بھر رہا تھا
صورت ہوئی زار روتے روتے — گل سے ہوا خار ہوتے ہوتے
آنا جانا نفس کا ہر بار — تلوار پہ چل رہی تھی تلوار
لاکھوں شکنیں پڑی جبین پر — موجیں تھیں سراب کی زمین پر
گالوں کی جو اوڑ گئی تھی لالی — دو شیشے تھے زرد مے سے خالی
دانتوں سے کبودی لب پہ آئی — چاندی کی رگڑ سیاہی لائی
منہ فق نہیں بلکہ زرد بھی تھا — دل شق نہیں بلکہ سرد بھی تھا
ماتھا۔ تل۔ کان۔ گال۔ لب زرد — وہ قد تھا پھول پھول سب زرد
جل جل کے جو کھینچیں سرد آہیں — تھیں برف سے بند دم کی راہیں
ہم چشموں کے دل تمام توڑے — ایسا بہکا کہ جام توڑے
بیرنگ جو دامن اوسکا اٹھا — آنکھوں میں بر رنگ خار کھٹکا
یار اوڑ کے ہوا تھے رنگ کیطرح — ہمرشتہ کٹے پتنگ کیطرح
ہمدم دہشت سے سب جدا تھے — بات آکے پڑی تو لب جدا تھے
پنہاں رہو دل میں داغ کبتک — دامن کے تلے چراغ کبتک

رفتہ رفتہ اوڑی ہوا یہ — قمری کسی سرو کا ہوا یہ
باتون باتون سنا پدر نے — دل دیکھ لیا ہے غم پسر نے
ہوش اوسکے اوڑ گئے خبر کیصورت — آنسو ٹپکے شرر کی صورت
آنکھون کو تھی نور دیدہ کی چاہ — گل کو لینے چلے ہوا خواہ
گرم آئے وہ جسطرح تب آئے — یا سینے سے آہ تالب آئے
دیکھا نہ وہ رنگ ہے نہ وہ روپ — داماں غبار مین چھپی دھوپ
رخ صاف تھا پہلے تیرہ اب ہے — دن رنگ مین ہمسواد شب ہے
کی عرض کہ ہین حضور بے چین — کچھ دیر کو ہو قرآن سعدین
اوٹھیے اوٹھیے حضور چلیے — چلیے چلیے ضرور چلیے
اوٹھنے مین تھا ضعف سے تکلف — بھون پر بھی شکن زبان پر اُف
زانو پکڑے کمر سنبھالے — بیچارہ کدھر کدھر سنبھالے
صدمہ دل پر تڑپ جگر مین — سسکی ہونٹھون پہ درد سر مین
اوٹھ بیٹھ گئے وہ غبار کیطرح — آیا دل بیقرار کیطرح
آغوش طلب پدر نے وا کی — پہلو مین جگر کیطرح جا کی
صدمہ تھا ملال تھا قلق تھا — آنکھین نیچی تھین رنگ فق تھا
ٹوٹا ہوا دل حجاب آسا — پھولا ہوا منہ حباب آسا
پلکین جو نہ کرتین پردہ داری — آنکھون سے نہ چھپتی اشکباری
تھے سوزش غم سے خشک تر لب — مرجھائی پنکھڑی تھا ہر لب
سلطان نے غبار اوسکا تاڑا — دامن کیطرح سے خوب جھاڑا

بیتابیٔ دل اوبھارتی تھی — غیرت مگر آنکھ مارتی تھی
دل تنگ ہوا تو عقدہ کھولا — گرمی دیکھی تو جل کے بولا
غم خار نہین جسے نکالون — دکھ پیڑ نہین کہ کاٹ ڈالون
عشق آگ نہین کہ بجھ کے رہجاے — رنج آب نہین کہ بڑھ کے بہ جائے
دیکھا جو یہ اضطراب کا رنگ — تیور کی طرح بدل گیا رنگ
تابوت کا تختہ ہوگیا تخت — تھی گردش چرخ گردش بخت
وحشت سے حواس خمسہ ششدر — چارون ورق عناصر ابتر
ہمدم تھے تمام دم کے ساتھی — ہمدرد تھے درد و غم کے ساتھی
جی جان سے جان نثار تیار — کام ایک کا ہو تو چار تیار
سوزش کی مگر دوا کہان تھی — ٹھنڈا کرے وہ ہوا کہان تھی
دلسوزون کو سوز دل سنایا — بولا کہ یہ گل سے داغ پایا
جو دیدہ تھا اور جو شنیدہ — روشن کیا حال نور دیدہ
حیرت سے تھے اہل ہوش ششدر — تبخانہ تھا بادشاہ کا گھر
چپ سن سکتے مین تھے خردمند — منہ مثل در بخیل تھے بند
ہونٹونپہ تھے دانت سر پہ تھے ہاتھ — سر سے جو ہٹے جگر پہ تھے ہاتھ
مجمع مین تھا ایک پیر دانا — دیکھے ہوے انکھون سے زمانہ
کوچے مین جو رہبری کے آئے — ہون خضر تو راستا بتائے
صورت مین کمان فکر مین تیر — بھر شب غم سحر تھا وہ پیر
منہ صورت عقدہ اوسنے کھولا — سلطان کو دعائین دیکے بولا

میکش کو ہوس ایاغ کی ہے
پروانے کو لو چراغ کی ہے

دل بیٹھ نہ جائے رنج اوٹھا کر
ڈوبے نہ یہ چاند داغ کھا کر

ایسا نہو نور چشم کھو جائے
ٹھنڈا گھر کا چراغ ہو جائے

یون خاک تھمے ہوا جنون کی
ہان وصل ہے اک دوا جنونکی

بھوکے کو غذا نہ دیجیے کیون
زخمی کی دوا نہ کیجیے کیون

عشق اور نصیحت زبانی
جیسے جلتے توے پہ پانی

خسرو کو پیام دیجیے آپ
اس لعل کا عقد کیجیے آپ

پیوند شجر شجر سے ہو جائے
ہمرشتہ گہر گہر سے ہو جائے

رستے سے ہی خوب تاجر آگاہ
نامہ اوسے دیجیے کہ لے راہ

ڈھونڈے ہے وہی دلکو جسنے کھویا
کاٹے وہی دکھ کو جس نے بویا

بیمار کیا دوا بھی لائے
بھڑکا لی ہے آگ تو بجھائے

شہزادی کا گھبرانا لوگونکا سمجھانا آخر پیام عقد سے تسکین پانا

ساقی کہون کیا مین حال جی کا
دیوانہ ہون شیشے کی پری کا

ہے شوق وصال دختر رز
دکھلا دے جمال دختر رز

وہ تازہ نہال گلشن غم
وہ داغ نصیب ماہ عالم

گلچین بہار آرزو تھا
آوارہ مزاج مثل بو تھا

دل مائل درد آشنا گم
کشتی طوفان مین ناخدا گم

کہنے کو تو کم سخن نہین تھا
چپ تھا گویا دہن نہین تھا

صد چاک تھا اس لیے دل زار — تھا زلفِ جنون کو شانہ درکار
بیجا نہ تھی پتلیون کی حیرت — کیا نام کی کچھ نہ ہو لی غیرت
بے شانہ بُرا سواد خط تھا — حرفِ موچا بیجا غلط تھا
سمجھانے لگے اوسے خرد دور — بھولو نہ خدا کو بندہ پرور
کیون یاس کی شکل دلنشین ہے — کیا رات کے بعد دن نہین ہی
بھڑکی ہے جو آگ سرد ہوگی — آندھی جو اوٹھی ہے گرد ہوگی
بجلی نہین جان کیون ہی بیتاب — بدلی نہین دیدہ کیون ہین پرآب
تیغ برگ نہین ہے زرد کیون ہی — دل برف نہین ہی سرد کیون ہی
چہرہ مانند مہر ہے میلا — آئینہ تو ہے مگر ہے میلا
تصویر کی حیف دل مین جا ہو — بت ساکن خانۂ خدا ہو
صورت نہ بگاڑو ہنکے رنجور — بن جاے نہ جی یہ جان سے دور
پھل نخلِ جنون کے پل رہے ہین — کلیون مین شگوفے کھل رہے ہین
تم اور سبک گران یہی ہے — غم چھوڑو عذابِ جان یہی ہے
امید نہین تمھاری خو سے — ہو جاہ عزیز آبرو سے
ہمنے مانا کہ دے چکے دِل — اب تم مانو کہ ہو نہ بیدل
بے فکر نہ مدعا بر آئے — بے ذکر نہ بات لب پر آئے
بے شمع نہ بزم ہو منور — بے غوطہ نہ ہاتھ آئے گوہر
برسیگا اگر گھرا ہے بادل — پھولا ہے شجر تو لائیگا پھل
غنچہ ہے تو ہوگا پھول گر گل — سلجھیگی اولجھ گئی جو کاکل

کھہ سن کے اوٹھایا جلد خامہ — لکھ پڑھکے سنایا اوسکو نامہ

نسخہ جو لکھا براے بیمار — اُمید ہوئی دواے بیمار

دیکھا جو وہ بخت کا سیاہا — زخمی سمجھا دوا کا پھاہا

خط توڑ کے یہ کیا اشارا — ہے غم سے شکستہ دل ہمارا

ظاہر کیا بند کر کے یہ رنگ — ہے قید بلا مین یہ دل تنگ

تاجر کا نامہ بر ہو کر فردوس مین آنا ہنسی خوشی سی جواب پانا

تیرے سر کی قسم ہے ساقی — تیرا ہی لبِ ایکدم ہے ساقی

مے دے رہی تیرے نام کی خیر — خُم کی شیشے کی جام کی خیر

سلطان قلمروِ غم و رنج — رخ تھا مانند شاہ شطرنج

سوچا کہ دوا سے کھوئیے درد — بھڑکی ہے جو آگ کیجیے سرد

صیقل ہو تو آئینہ ہو شفاف — کھل جائے گرہ تو رشتہ ہو صاف

بیمار رہے پہ جو آنچ آئے کیا ہو — یہ پھول جو داغ کھائے کیا ہو

دم لے غم عشق بڑھتے بڑھتے — سم ہو تب ہجر چڑھتے چڑھتے

الماس عقیق لعل گوہر — نیلم یاقوت مشک عنبر

ہاتھی اُشتر فنس ہوادار — نامہ تصویر گنج رہوار

تاجر کو دیا کہا ہوا ہو — سیکھ آہ کی خیال یاد پایا ہو

خسرو کو شبیہ و نامہ دینا — کہنا سننا جواب لینا

ہو سخت تو بولنا بہ نرمی — ٹھنڈا کرنا کرے جو گرمی

کچھ راگ جو لائے ساز رکھنا — پرواز کرے تو باز رکھنا
خط پاتے ہی چل کھڑا ہوا وہ — حسرت سا نکل کھڑا ہوا وہ
دن رات تھا گرم رہ ہوا خواہ — دن کو سورج تھا رات کو ماہ
رستے مین نہ دم لیا کسی شکل — فردوس مین آیا روح کی شکل
آیا جو نظر وہ باب اُمید — لی برج کی راہ مثل خورشید
پردہ تھا کشادہ اور در وا — گھونگھٹ مین تھی چشم فتنہ گر وا
تھا پردۂ گوش پردۂ در — نغمے کیطرح سمایا اندر
گھر مین جو سپیدی چار سو تھی — صبح اُمید روبرو تھی
انوار سے صحن خانہ لبریز — جیسے دل عابد سحر خیز
بام اوج مین بادشہ کا اقبال — محراب ابروے کج کی تمثال
تھی پیش نظر یہ صورت طاق — وا شوق مین جیسے چشم مشتاق
تھے سقف مین قمقمے پُر انوار — سینے پہ تھین چھاتیان نمودار
دیکھا کہ وہ بادشاہ دوران — ہے تخت پہ صورت سلیمان
جُھک کر با ادب مثال خامہ — دی وہ تصویر اور وہ نامہ
نامے سے کُھلا طلسم تقدیر — پتلی ہوئی آنکھ کی وہ تصویر
صورت کا بناؤ چشم بد دور — سائے مین تھا آفتاب کا نور
زاہد کیسا ہی بُت شکن ہو — اس بُت کو جو دیکھے برہمن ہو
اوس غنچے مین تھین شبیہین دو چار — یہ گل نظر آئی اور سب خار
دولھا کی پسند تھی دولھن پر — بجلی وہ گرا لی یاسمن پر

دیکھی جو شبیہ ماہ عالم
گردن ہوئی مثل ماہ نو خم

برچھی پڑی نوک سے پلک سے
دل مین لگی آگ سی چمک سے

تصویر چڑھی ہوئی نظر پر
ہاتھ ایک جگر پر ایک سر پر

الفت کا چبھا جگر مین کانٹا
آنکھون کو لہو رگون نے بانٹا

بولی کہ یہ جال کس نے ڈالا
پردے مین ہے کون پردے والا

بوٹا سا یہ قد کہ دل مین جم جاے
سبزہ سا یہ خط کہ جان سہم کھا جاے

زلفون پہ نثار ہون بلائین
لین بل کی جو سانپ مار کھائین

کرتی ہین یہ پتلیان اشارا
پانی مانگے نہ اپنا مارا

منہ کیا کسی پھول کی کلی ہے
کہتی ہے ہنسی کہ کھل چلی ہے

ہین مے کے حباب گال دونون
عکس مے سے ہین لال دونون

ہم سے اتنا غرور اچھا
سمجھے رہیے حضور اچھا

ہم منہ سے زبان دین تو بولو
تصویر کو جان دین تو بولو

گلشن دخت وزیر بولی
دل کھول کے کیا زبان کھولی

غیرت کو کہان ہوا بتا دی
چڑیا صدقے کی تھی اوڑا دی

قمری نہ ہو سرو اسے گل اندام
پروانے کا شمع سے نہ ہو کام

اندھیر ہے کیک پر مرے چاند
سایہ کرے آفتاب کو ماند

بولی وہ کہ جان جاے دل جاے
اس جسم کی جان کاش مل جائے

بولی یہ کہ پیکے سے بہکنا
گل ہاتھ مین آئے تب چہکنا

بولی اچھا پتا بتا دے
ٹھنڈی ہو گی ذرا ہوا دے

بولی یہ کہ کھل ہی جائیگا راز
کچھ ساز چھیڑے تو نکلے آواز

گل ہوگی جو شاخ مین کلی ہے
آئیگی ہوا اگر چلی ہے

یہ سن کے ادھر وہ مسکرائی
ہمرازون نے دھوم ادھر مچائی

پھنچے سے جو نکلی پھوٹ کر بو
پھیلی گھر مین ادھر اودھر بو

سب ہمسنین چھیڑتی تھین ہر بار
کیون جی تمہین آیا تھا بہت پیار

ہان رال ٹپک پڑی تمہاری
صورت ہی تھی ایسی پیاری پیاری

منہ چومتے واہ ہم نے دیکھا
واللہ باللہ ہم نے دیکھا

تصویر کی کون ایسی ہستی
اللہ تم اور بت پرستی

آنکھین تو اوٹھاؤ کچھ تو بولو
آنچل تو ہٹاؤ منہ تو کھولو

ایسی آئی ہین یہ کہین سے
نخرے کرنا اجی اونہین سے

اونکو سب کچھ ہمین یہ گالی
اولٹی گنگا بہانے والی

منہ خوب چڑھا رہی ہو کیا خوب
اونکے لیے رکھو ہے ادا خوب

ہے کوئی ذرا ادھر تو آنا
منہ دیکھینگی آئینہ تو لانا

لینے لگے چٹکیان اشارے
بس لوٹ گئی ہنسی کے مارے

آنکھون کیطرح لڑی کسی سے
کاکل سی اولجھ پڑی کسی سے

گرم ایسے ہوئی نظر کی صورت
چمکا اوسے پا کے سر کی صورت

جھلا کے کسی پہ پھک تھوکی
منہ ہنسکے چھپا لیا جو چوکی

آخر چھپی نظر کی صورت
پردے مین چھپی قمر کی صورت

گلشن لائی اوٹھا کے تصویر
خسرو کو دکھایا نقش تقدیر

بولی کہ ہے جوڑ حسب دلخواہ — زہرہ ہی دلہن تو چاند نوشاہ
دیکھی وہی شمع جسکی لو تھی — چمکا وہی چاند جسکی ضو تھی
نامہ تھا کلید باب امید — ٹھہرایا قران ماہ و خورشید
انعام سا دیجے نامہ بر کو — پتلی نے طلب کیا نظر کو
طالب سے ملا مزاج مطلوب — قاصد نے لیا جواب مکتوب

تاجر کی واپسی اور شہزادے کا سفر طلسمائی راہ اور پری کی نظر سے شہزادے کا راہ پر نہ آنا پری کے حکم سے قید خانے جانا

اب رند ہیں بیقرار ساقی — دل پر نہیں اختیار ساقی
للہ بدل نہیں کو ہان سے — دے بھول کہ ہوں ہوا یہان سے
کاغذ جو ملا ہوا تھا قاصد — تیز آہ سے کچھ سوا تھا قاصد
دم چلنے مین منفعل ہوا اوس سے — عمر گذران خجل ہوا اوس سے
جنگل جو پڑا ہوا تھا راہی — دریا جو ملا بنا وہ ماہی
کو گرم روی بہت جتائے — سورج کی کرن نہ اوسکو پائے
پہونچا جاکر قیاس کیطرح — ٹھہرا اپنے حواس کیطرح
سلطان کو دیا جواب مکتوب — طالب کو سنایا حال مطلوب
بھڑکی ہوئی آگ کو ہوا دی — بارود مین آگ سی لگا دی
مشتاق کا شوق کچھ بڑھا اور — دیوانہ تو تھا ہی جن چڑھا اور

اوجھن بالون کی سوزش شمع — سرمایہ جنون کا سر بسر جمع
وحشت کی ہوا تھی کس بلا کی — دامن کی کلی کلی جدا کی
تھی بہر فغان زبان گویا — کھونے کو ملی تھی جان گویا
آنکھون سے جو چشم آشنا ہون — دیکھا دیکھی ہرن ہوا ہون
قسمت جو چکر ہزار کھائے — سر کے آگے نہ سر ہلائے
پڑ جائے جو چشم تر سے پالا — بھورے بادل کا منہ ہو کالا
پنجہ جو دو چار ہو نہ چھوٹے — تار نفس ایک دم مین ٹوٹے
صورت دیکھو تو شوق ظاہر — پر تول رہا ہو جیسے طائر
سودا چڑھکر جو سر پہ بیٹھا — دل گھر سے اوٹھا سفر پہ بیٹھا
حیرت مین تھا شاہ مصلحت سنج — شادی کی خوشی تھی ہجر کا رنج
سوزش بھی تھی دل مین اور خوشی بھی — تھی دھوپ بھی اور چاندنی بھی
آندھی تھمتی محال تھا یہ — پانی رکتا خیال تھا یہ
نزدیک آئی پسر کی دوری — سامان سفر ہوا ضروری
اسباب خزانہ فیل رہوار — جو کچھ بہر سفر تھا درکار
سب دیکے اوسے کیا روانا — آگے سمجھا یا پیش آنا
ہاتھی پہ وہ مہر جلوہ گر تھا — یا جلوۂ برق طور پر تھا
ہودج کا وہ اوج چشم بد دور — ہکلائے دیدۂ مہر پُر نور
اس حد کو اوٹھا کے سر نظر کی — پیچھے کو گری کلاہ سر کی
خود قلب مین چار سمت لشکر — تھا بیچ مین چاند گرد اختر

ساتھ ان وزیر بھی سدھارا — پہلو مین قمر کے تھا ستارا
پوچھا تاجر نے ہیجڑے سے — رہ ہین وو ہین چلین کدھر سے
نزدیک کی ایک دور کی ایک — نزدیک کی بد ہے دور کی نیک
لاعلم کدام ہے یہ کاہ — بولا کہ چلو قریب کی راہ
آندھی کو پکڑ سکے نہ کوئی — سیلاب سے لڑ سکے نہ کوئی
کانٹون مین کہان نگاہ الجھے — کب تار نفس مین آہ الجھے
سورج سمجھے غبار کو خاک — بجلی کرے خار زار کو خاک
تھا سالک مسلک بلا وہ — تلوار کی دھار پر چلا وہ
خورشید نے جب کیا کنارا — چمکا مہتاب کا ستارا
دیکھا اک مرغزار نوخیز — سبزہ خط سے کہین دلاویز
پتی پتی پہ ہونٹھ جی دین — کانٹے پلکون نے نوک کی لین
بوٹون سے چلے نہ چال قد کی — اُمید ہو پائمال قد کی
پھولون کو جو دیکھین گال بتائین — سنبل الجھے تو بال بتائین
ہم چشم جو نرگس چمن ہو — فتنہ سب آنکھ کا ہرن ہو
غنچہ منہ سے کہے کہ تو کیا — مجھ سے اور تجھ سے گفتگو کیا
سیدھی پڑی سے مانگ ہو جائے — رستا ڈھونڈھے نہ پائے کھو جائے
پیچیدہ ادھر اودھر وہ بیلین — دل جتنے ہون کاکلون مین ولین
تھی نہر جبین کسی حسین کی — لہرون سے عیان شکن جبین کی
جنگل وہ بسا ہوا سے دم سے — گرد اودھ کے لپٹ گئی قدم سے

لہرائی طبیعت اوس قمر کی
شب چاندنی مین وہین بسر کی

کی صبح نے زلف شب جو کوتاہ
روشن ہوئی مانگ کی روش راہ

گلشن سے چلا وہ گل ہوا سا
آگے کو بڑھا وہ حوصلا سا

افسون کی روش تھی سحر کا رنگ
لائی وہ بہار کچھ نیا رنگ

دن صورت مہر چلتے گذرا
چلتے نہین بلکہ جلتے گذرا

چل پھر کے تھا مرغزار مسکن
تھا مرکز دائرہ وہ گلشن

راہی ہوتا جہان سے ہر بار
آتا وہین پھر کے مثل پرکار

رستے سے کھلا نصیب کا پھیر
روشن یہ ہوا کہ ہو گا اندھیر

گلشن سے نکل سکا نہ اسطرح
گونگے کے دہن سے بات جسطرح

اک شب کہ تھی خط عارض غم
یا تھی گیسوے اہل ماتم

یا بخت سیاہ اہل زنار
یا فرد حساب عمر کفار

شہزادہ کہ ماندہ ہو گیا تھا
مانند نصیب سو گیا تھا

پہرے والا کچھ ایسا کھویا
مردون سے شرط بد کے سویا

لائی جگر مین گردش بخت
گذرے پریون کے اوسطرف تخت

ایک انمین سے حور چہرہ گلفام
خورشید جمال مشتری نام

بولی کہ ہے رنگ کچھ نیا آج
بدلی نظر آتی ہے ہوا آج

اس غنچے مین یہ شگوفہ کیا ہے
جنگل مین عجیب گل کھلا ہے

منظور نظر ہوا نظارا
ٹوٹی جیسے فلک سے تارا

سائے کی روش قریب آئی
اوس چاند پہ مثل ابر چھائی

یوسف جو ہوا عزیز جی سے
دل چاہ مین گر پڑا خوشی سے

جنگل مین ملا جو یہ خزانہ
چوری کا خیال جی مین ٹھانا

یون بند آنکھین تھین سبکی یکسر
جیسے ہون بند رات کو در

نشہ مے خواب کا تھا سرجوش
سر کی نہ خبر نہ پاؤن کا ہوش

قابو پایا پری نے اوسپر
قبضہ کیا مشتری نے اوسپر

آغوش مین شکل اوس حسین کی
تمثال تھی حرف دلنشین کی

یہ تھی حلقے مین شان معشوق
جیسے منہ مین زبان معشوق

جنگل سے ہوا ہوئی ہوائی
گل لیکے نہال گھر مین آئی

پلکون سے کھلی نقاب غفلت
چونکا وہ مبہت خواب غفلت

آنکھین جو کھلین نصیب سویا
کانپا سہما غریب رویا

بدلا نظر آیا کارخانہ
اوجھا زلفون مین جیسے شانہ

چکر مین سر ضعیف کیطرح
سرخم کمر نحیف کیطرح

تھی خوف سے سانس دم چرائے
کیا جان جو منہ سے باہر آئے

دل جسم مین یون ہوا فسردہ
ہو بزم مین جیسے شمع مردہ

رگ رگ مین چھپی تھی جان ڈرسے
دانتون مین دبی زبان ڈرسے

آنسو ٹپ ٹپ ٹپک رہے تھے
دو چشمے زمین پہ بہے تھے

دونون چشمون کا کھیل دیکھا
گنگا جمنا کا میل دیکھا

تقدیر الگ بگڑ کے سوئی
سائے مین پری کے پڑ کے سوئی

منحوس اوسکے لیے پری تھی
گویا کہ زحل وہ مشتری تھی

چتون سے تھا چڑھی نظر پر
کاکل تھی بلا کہ آئی سر پر

پوچھا کہ یہان مین کیونکر آیا
بولی کو لی پتلیون پہ لایا

پوچھا کہ ہے کون وہ جفا کار
بولی کہ یہ بندی ہے خطاوار

بولا یہ غضب تو بولی خاموش
بولا کہ پھر اب تو کھولی آغوش

بولا کہ نہین تو بولی بیکار
بولا کہ رہائی بولی دشوار

بندہ مجبور چارہ کیا تھا
جو حق کی رضا اجارہ کیا تھا

آنکھون کو یہ بیخودی نے کھویا
دم ہی نہ تھا پتلیون مین گویا

تن جلنے لگا دھوان بنے بال
تھے بھاڑ کے دانے جسم کے خال

آواز کو خوف تھا نکلتے
دم ہی نہ تھا ہونٹھ کسکے چلتے

تھے بلتے رکا وہین سر
اوٹھتے اوٹھتے جھکا وہین سر

ہو دل کا غبار صاف کیا خاک
کھٹکا تھا کہ چھینکتے کٹے ناک

دانائی تھی ختم اوس پری پر
اوڑ لی چڑیا گے گنتی تھی پر

سوچی ابھی جال مین پھنسا ہی
بھرٹے کے مجھے تو دور کیا ہے

بو ہے جو دماغ مین وطن کی
ناساز ہوا ہے اس چمن کی

دیوانہ نہ ہو کرہی اوٹھا کر
انگارے نہ اوگلے تا ڈھا کر

ہو رام وہ سلسلہ نکالو
دم دھاگے کا جال اپنے ڈالو

روٹھے ہوئے کو منانے بیٹھی
بگڑے ہوئے کو بنانے بیٹھی

پہ چھیڑا اوسے جسمین ساز ہو جائے
چھیڑے دے تا غبار دھو جائے

بہلانے لگی کہ غم کو ٹالو
منہ کھول کے غصہ تھوک ڈالو

وحشت ہو یہ کس لیے جنون کیون — کانٹا نہین مین کھٹکتی ہون کیون
اتنی نہ کرو رکھائی دیکھو — ہونٹھونپہ ہنسی وہ آئی دیکھو
وان شوق عدوے پردہ پوشی — یان ہمنفس زبانِ خموشی
بیچین ادھر وہ دل کیصورت — حیرت مین ادھر یہ جیسے مورت
جوش اوسکو جو تھا شباب کیطرح — دن بھر جلی آفتاب کیطرح
بدمست وہ تھی شعور کیسا — ظلمت چھائی تھی نور کیسا
جسدم ہوئی بند چشم خورشید — روشن ہوئی شمع بزم اُمید
پردہ کیا فاش راگ لائی — کاکل سی بڑھی لپٹنے آئی
باہر ہوئی جامے سے ہوس مین — لین اوسکی بلائین دیکھے قسمین
یان سربلت ہواے یاسمن تھی — خار اوسکو وہ غیرت چمن تھی
پھیلی وہ تو یہ سمٹ کے بیٹھا — آگے وہ بڑھی یہ ہٹ کے بیٹھا
لین اوسنے بلائین تو یہ جھٹکا — ہاتھ اوسنے بڑھایا اسنے جھٹکا
معشوق کھنچا جو صورتِ ساز — دل بیٹھ گیا بہ شکل آواز
بدلی حیرت کی منہ پہ چھائی — چھوٹی مہتاب پر ہوائی
مُنہ کی کھائی تو بھولی وہ دُھن — منہ دیکھ کے رہگئی وہ چپ ہُن
دل غم سے بھرا ایاغ کیطرح — شب بھر وہ جلی چراغ کیطرح

وصل پر مشتری کا اصرار۔ ماہ عالم کا انکار مشتری کا جھلانا۔ شہزادیکا قیدخانے جانا

ہون صورت غنچہ تنگ ساقی
لا بادۂ لالہ رنگ ساقی

غم کی کوئی حد ہے غم نہ دے اب
دم آیا لبون پہ دم نہ دے اب

وہ دام ملال کی گرفتار
اولجھن مین تھی مثل زلف خمدار

گالون پہ رواں تھے اشک پیہم
پھولون پہ گر رہی تھی شبنم

غم کہتا تھا جان کھاؤنگا مین
دم کہتا تھا اب نہ آؤنگا مین

پہلو اوس نے ہزار بدلے
کیونکر دل بیقرار بدلے

کوٹا سینے کو شب بھر اوسنے
کی صبح گجر بجا کر اوس نے

کھائے ہوے داغ مثل لالہ
جل بھنکے اوٹھی وہ گرم نالہ

شہزادے سے رات کی جلی تھی
اوس غنچہ دہن کو بیکلی تھی

آندھی سی اوٹھی ہوا سی آئی
سر پر اوسکے بلا سی آئی

سوتا مانند بخت پایا
صدمے کیطرح اوسے اوٹھایا

چونکا تو نظر پڑی ڈرا وہ
تھی سر پہ اجل کھڑی ڈرا وہ

دل سرد تھا کھینچی آہ جل کر
کروٹ بدلی نگہہ بدل کر

قسمت کیطرح وہ اوسکا پھرنا
نظرون سے تھا مثل اشک گرنا

ہاتھ اوسنے ملے کہ بس نہین ہے
ان ہاتھون کو دسترس نہین ہے

بیچین ہون بیوفا کے مارے
جسطرح دھوان ہوا کے مارے

منہ کی کھائی تو غصہ آیا
منہ دیکھ کے بگڑی منہ بنایا

قہر آیا کہ چین پہ چڑھا پری پر
بیکلی جھنجلا کے آدمی پر

بولی کہ یہ بیوفائی کیون جی
ہمسے اتنی رکھائی کیون جی

دیکھی ترچھی نگاہ کیا خوب — سبحان اللہ واہ کیا خوب
سمجھے نہ بشر کو تو پری کیا — جو ڈر کو نہ پرکھے جوہری کیا
رخ پھیرے ہو رنگ ہے نرالا — ہے دال مین کچھ ضرور کالا
در پردہ ہے کون پردہ کھولو — آنکھین نہ دکھاؤ منہ سے بولو
بُت بن گئے کس پہ جان دیکر — چپ سُن ہو کسے زبان دیکر
کس شمع سے لو لگائے ہو تم — کس چاند کا داغ کھائے ہو تم
کیون زرد ہو جیسے زرد ہو برگ — کیون ملتے ہو ہاتھ جیسے دو برگ
الجھن مین ہو کیون یہ کیا بلا ہی — کس زلف کا پیچ پڑ گیا ہے
کیون جی نہین دیکھتے ادھر کیون — کعبہ نہین مین جھکا ہے سر کیون
ٹیڑھے ہے نہ ہو سیدھی بات یہ ہے — مین جس سے دلون وہ گھات یہ ہے
مجھکو روؤ جو روؤ پیارے — آنکھون سے نہ ہاتھ دھوؤ پیارے
بیدل ہو تو آؤ مجھ سے دل لو — روٹھے ہو گلے لگاؤن مل لو
سمجھا نہ کہ داغ کھائیگی یہ — جل کر مجھکو جلائیگی یہ
سمجھا نہ کہ مار آستین ہے — تاثیر مین سم یہ انگبین ہے
سودا کھسر بیٹھے مول لینا — قیمت مین وہ نقد ہوش دینا
وہ عشق یہ دن دکھائے جس نے — وہ چاہ کنوین جھنکائے جس نے
سب کہہ کے کہا کہ لاگ یہ ہی — جو دل مین لگی وہ آگ یہ ہی
مایوس بھی وہ ہوئی خجل بھی — اُمید بھی لوٹی اور دل بھی
وہ پیار گیا وہ چاہ بدلی — دیکھا دیکھی نگاہ بدلی

آمادہ ہوئی جفا پہ جی سے — مریخ بنی وہ مشتری سے
غصہ تھا کہ قہر تھا خدا کا — چتون تھی کہ تیر تھا جفا کا
گیسو تھے کہ دام تھے بلا کے — ابرو تھے کہ تیغے قضا کے
پلکین اوسکی تھین یا سنانین — یا سانپ تھے بال یہ زبانین
پتلی تھی پھری تو پلکین گڑ کے — تل تھے شرر آتش حسد کے
دیدے آنکھین بدل رہے تھے — خنجر سے وہ ہونٹھ چل رہے تھے
نظرون سے گرا دیا نظر نے — گیسو لگے مار مار کرنے
پلکون نے چبھوئے خار پر خار — قد سرو کے پیڑ سے بنا دار
باتین کرتی تو زہر اوگلتی — چلتی جو زبان کٹاری چلتی
گردن سے لپٹ کے مثل گیسو — کہنے لگی سن تو او جفا جو
کیون مجھکو کیا بنا کے چھوڑا — کیون شیشۂ دل کو تونے توڑا
ٹھنڈی کوئی اور ہو جلون مین — ہان چاہ مین باؤلی رہون مین
دھن اور تھی اور راگ نکلا — پانی تجھے سمجھی آگ نکلا
جو مین کہون تو کرے نہ وہ بات — مین دن جو کہون تو تو کہے رات
تو مجھ سے لڑے یہ جان تیری — اے خالق پاک شان تیری
تو کیا تجھے جسکی دھن وہ ہو کیا — مین برق وہ نفے۔ ثبات ذکیا
آندھی ہون جو چاہون گرد کر دون — گرمی سے غضب کی سرد کر دون
کیا خاک کا خاک مین ملانا — نقش کف پا کا کیا بنانا
آنکھین مجھ سے ملا ادھر دیکھ — پچھتائیگا مان جا ادھر دیکھ

ہونٹون کو تو کھول ہی کہان تو
کیا منہ مین بھری ہے گھنگنیان تو

غصے سے وہ لال غم سے یہ زرد
گرم اوسکا مزاج اسکا دل سرد

ہر صورت یار غم اوٹھایا
جو دل مین تھا جوش منہ پہ لایا

بولا وہ کہ مجھ سے کد عبث ہے
کاوش ہے عبث حسد عبث ہے

دل بخت نہین ہی جو پلٹ جاے
رشتہ نہین آرزو کہ کٹ جاے

اُمید قسم نہین کہ ٹوٹے
خواہش وفا نہین کہ چھوٹے

بدلون کیا رنگ رو نہین ہون
قسمت نہین تیری خو نہین ہون

یان پاسِ بشر بڑھا ادب سے
وان آگ ہوئی پری غضب سے

جینا کیا اوسنے مشکل اسکا
مہندی کی طرح کٹا دل اسکا

سر پر جو وہ آئی شامت آئی
آفت آئی قیامت آئی

دشمن ہوئی جان کی وہ جی سے
آنکھین دکھلائی دانت پیسے

اِک دیو تھا سنگدل بلا کا
جامہ پہنے ہوے قضا کا

رنگت سے ہو منفعل شبِ غم
قسمت کی سیاہی اوس سے کچھ کم

ہر دم شکنون سے چہرۂ بد
لیتا ہو الحد مین حجر اسود

بولی اوس سے کہ یہ ستمگر
ہے میری رگ جگر کو نشتر

پلکین اوسے خدا بچائے
نیزے یہ زہر کے بجھائے

آنکھین وہ بلا پھرے بلا گرد
فتنے ان پتلیون کے شاگرد

ہین ہونٹھ بھی صاحب کرامات
قینچی ہین کہ کاٹ دیتے ہین بات

ہٹ مجھ سے کرے غضب خدا کا
پتلا ہے یہ آدمی بلا کا

تو قید سے اسکی آبرو لے / جسمین یہ عزیز چاہ بھولے

زنجیر کے سلسلے مین یون ڈال / چوٹی مین گندھا ہو جسطرح بال

تن گھٹکے جو بال ہو تو جالون / یہ ماہ ہلال ہو تو جالون

وہ دیو چلا تفنگ کی طرح / دوڑا شیشے پہ زنگ کیطرح

دامن اسکا تھا ہاتھ اوسکے / سایہ سا چلا یہ ساتھ اوسکے

اک دشت نظر پڑا جنون خیز / مثل دل قیس وحشت انگیز

پالا وہ کہ پہاڑ سرد ہو جاے / ٹیلے سے پہاڑ گرد ہو جاے

دھوپ ایسی کڑی نہ دہر مین ہیچ / اوس سے تپ لازمی زمین کو

سرو اوس سے ہو گرمی جوانی / تلوار کی آنچ جیسے پانی

وسعت سے خیال کو ندامت / چھوٹا کہین دامن قیامت

وان موج ہوا تھی تیغ آہن / وان نقش قدم تھا چشم دشمن

وان شاخ شجر تھی مار خونخوار / وان برگ تھا شاخ مین سر مار

اوس دشت مین ایک قیدخانہ / تھا مرغ جنون کا آشیانہ

وحشت کے لیے بنا تھا وہ گھر / چشم آہو تھا حلقۂ در

ظلمت سے شب فراق ڈر جاے / عاشق کی نظر سے زلف اوتر جاے

تنگی سے دل بخیل ہو تنگ / فق ہو گرمی سے دھوپ کا رنگ

گنتا وہان کون آدمی کو / سائے سے جنون ہو پری کو

بیکس نے وہ قیدخانہ پایا / برج عقرب مین چاند آیا

تاریک مکان مین وہ خوش اسلوب / یوسف تھا میان چشم یعقوب

یون چپ تھا کہ چور تھا وہ گویا
زندہ در گور تھا وہ گویا

کھانے کو جو پوچھیے تو غم تھا
آنے جانے کو پاس دم تھا

بند آنکھ جو ڈر نے کی نہ کھولی
زنجیر بھی ہو کے چپ نہ بولی

وہ محبس گرم اور وہ بیتاب
آتشکدے مین تھی جاؤ سیماب

ماہ عالم کے کھو جانے سے ساتھیون کا گھبرانا اور ایک درویش کے سبب سے پھر ہاتھ آنا

آمادہ جور ہے زمانا
ساقی کوئی جام بادہ لانا

دل کشمکش بلا سے چھوٹے
قفل در توبہ آج ٹوٹے

شہزادہ اسیر دام صیاد
لشکر دشت جنون مین برباد

بیچینی سے سب زمین پہ لوٹے
آنچل کی طرح زمین پہ لوٹے

چھوٹا تھا جو نور چشم کا ساتھ
پلکون کی مثال ملتے تھے ہاتھ

بولے بچھڑا حبیب افسوس
افسوس ہے اے نصیب افسوس

دانتون مین نہین زبان ابتو
اعضا مین نہین ہے جان ابتو

خود ہم کو وہ چھوڑتا بھلا کب
بو باغ سے نکلے بے ہوا کب

دریا سے گہر نہ آپ نکلے
پتھر سے شرر نہ آپ نکلے

اے حضرت بخت کیا یہ شوخی
بایان قدم آپکا کدھر ہے

دل لوٹا جام جہان نما تھا
لوٹا ہے نہین تو کام کا تھا

غفلت مین یہ داغ دے گیا چور
کاجل آنکھون سے لے گیا چور

تھا گشت مین شب کو او قمر تو — اندھیر ہوا رہا کدھر تو
آنکھین کھولے ہوے تھے تارے — دیکھا تو کیے نہ کیون اشارے
یہ سچ ہے ہوا نہین تھی شبکو — تھی چاندنی یا نہین تھی شبکو
اندھی ہوئی ہاے شمع روشن — سوجھا اسے آنکھ سے نہ دشمن
مانا پروے گرے پڑے تھے — خیمے کے ستون تو سب کھڑے تھے
پردہ نہ کھلا کہ ہے یہ کیا بھید — کس ابر مین ہے نہان وہ خورشید
اختر کہ فراق سے تھا غمناک — آنسو کیطرح گرا سر خاک
غفلت ہوئی پردۂ رخ ہوش — قسمت ہوئی اوج سے ہم آغوش
طالع نے عروج ماہ پایا — افلاس مین گنج جاہ پایا
سوتے مین نصیب اوسکے جاگے — دیکھا کہ خضر کھڑے ہین آگے
چونکا تو نگاہ مین تھی صورت — پیش آئی تلاش کی ضرورت
نالا سا چلا اثر کا جویا — پتلی سا پھرا نظر کا جویا
اوس دشت مین ایک باغ پایا — مانند نسیم اندر آیا
اشجار ادھر اودھر کھڑے تھے — زہاد نماز پر کھڑے تھے
بلبل کی صدا کا پاک انداز — تکبیر کی آرہی تھی آواز
خوشے مین نہ تھے چمن کے انگور — سبحہ کھلا تھا بن کے انگور
دیکھا درویش اک کہن سال — انسان صورت فرشتہ تمثال
باتین بحر کرم کی لہرین — آنکھین آب وفا کی نہرین
پیشانی صاف روح مومن — روے شفاف عید کا دن

یون لوٹ جہان ہو قلب تھا پاک
چہرے پہ جو ضعف سے شکن تھی
قدمون پہ گرا برنگ سایہ
اُفتادے آپڑی ہے سختی
کس منہ سے کہے غلام حضرت
لشکر بر بادشاہ گم ہے
ہم کیا سوئے نصیب سویا
داغ اور لہو سے دل ہی لالا
سرمایہ عیش تھا کبھی سر
قسمت نے اجل کے گھاٹ اوتارا
بولا وہ خدا خدا کرو جی
پردہ کبتک حجاب کبتک
کی پڑھکے ادہر اُدہر جو چھو چھپا
شب کو ڈالا ہے کس نے ڈاکا
شاید رہزن کوئی پری ہو
بولے وہ کہ بے خبر ہین ہم سب
ہالہ ہوئی کون اوس قمر کا
یہ سنکے اوڑ ے وہ رنگ کیطرح
دتا ئے سے جار ہے تھے رہگیر

جسطرح ہو خانۂ خدا پاک
اک نور کی نہر موجزن تھی
بولا یا شاہ عرش پایہ
روشن ہے ہماری تیرہ بختی
تسبیح ہے بے امام حضرت
گردش مین نجوم ماہ گم ہے
پلکون نے جھپک کے دیدہ کھویا
یا ہے لوٹا ہوا پیالا
اب دوش پہ بار ہے وہی سر
بحر غم کا نہین کنارا
اپنے مولا پہ من دھرو جی
ڈوبا رہے آفتاب کبتک
دیوون کی طلب تھی آئی اوچھا
ماہِ عالم کو کس نے تاکا
الفت کی ہوا مین لے اوڑی ہے
بولا یہ کہ جستجو ہے مطلب
ہے اب وہ چراغ کسکے گھر کا
تیزی سے چلے خدنگ کیطرح
جسطرح کڑی کمان کے تیر

شہرونمین اوڑے خبر کیصورت ‌ ‌ ‌ دیکھا بھالا نظر کی صورت

پردون مین وہ پہونچی مثل فریاد ‌ ‌ ‌ گلیون مین پھرے یہ صورت یاد

تا کا یا غون کا بوٹا بوٹا ‌ ‌ ‌ پتا کہین نام کو نہ چھوٹا

پھرنے کو زمین پہ باد پا تھے ‌ ‌ ‌ پیش آیا پہاڑ تو ہوا تھے

چکر کھاتے تھے چاک کیطرح ‌ ‌ ‌ اوڑتے پھرتے تھے خاک کیطرح

کانو مین پڑی بشر کی آواز ‌ ‌ ‌ سن ہو گئے وہ کہ ہے یہ کیا راز

یان نقش زمین کے نقش افسون ‌ ‌ ‌ یان دشت کے خار تشنۂ خون

نالے دل کے شجر یہان کے ‌ ‌ ‌ چھالے دل کے ثمر یہان کے

دم لے کے سنا کہ کوئی مضطر ‌ ‌ ‌ سرگرم ہے آہ آتشین پر

بجلی سی گری برابر اوسکے ‌ ‌ ‌ جلتے جلتے بچے پہ اوسکے

آواز پہ جاتے جاتے پہونچے ‌ ‌ ‌ شعلون سے ہوا بچاتے پہونچے

آیا نظر ایک قیدخانہ ‌ ‌ ‌ یا طائر غم کا آشیانہ

تنگی وہ کہ چشم مور سے کہیے ‌ ‌ ‌ ظلمت ایسی کہ گور سے کہیے

رستا نہ ملے ہوا کو اوسمین ‌ ‌ ‌ ہو خوف بلا بلا کو اوسمین

گھر گھر کبھی رات ہے کبھی دن ‌ ‌ ‌ وان رات سے دن نہو کسی دن

دیکھی وہان ایک شکل زیبا ‌ ‌ ‌ حیرت زدہ مثل نقش دیبا

تھا وہ یوسف میان زندان ‌ ‌ ‌ یا تھا ظلمت مین آب حیوان

دیکھا کہ ہے دیو حاجب نور ‌ ‌ ‌ قلقل ہے نگاہبان کا شور

کچھ اوسکی نہ روک ٹوک مانی ‌ ‌ ‌ من سانپ سے چھین لین یہ ٹھانی

سید ہے مثل قیاس پہونچے
سیارے قمر کے پاس پہونچے

دیکھا حالت نہین ہے تن مین
گویا نہین کچھ بھی پیرہن مین

گیسو فصل خزان کا سنبل
چہرہ جیسے چراغ کا گل

پوچھا کہ کڑی یہ کیون اوٹھائی
کس سنگ کی چوٹ تم نے کھائی

شمع ویرانہ کیون بنے تم
جنگل کا خزانہ کیون بنے تم

جھجھکا ٹھٹھرا یا مارے ڈر کے
خالی کیا دل کو آہ بھر کے

بولے وہ کہ خیر خواہ ہین ہم
رہزن نہین خضر راہ ہین ہم

مرہم ہین نمک نہ ہمکو جانو
پوچھین تو کہو کہین تو مانو

بولا اب خار دشت غم ہون
لیکن گل گلشن عجم ہون

گل ہون گو رنگ و بو نہین ہے
ڈر ہون گو آبرو نہین ہے

الفت مین ہوا تھا خانہ برباد
غفلت مین ہوا ہین صید صیاد

سایہ ڈالا پری نے مجھپر
قبضہ کیا مشتری نے مجھپر

لشکر سے اوٹھا کے لے اوڑی دو
آنکھون سے نکال لائی وہ لوز

آزادی کو مشتری نے کھویا
ہون اوسکا مین زر خریدہ گویا

خواہش یہ ہوئی جو گرم اک روز
حاصل نہ ہوا کچھ اسکو جز سوز

اوس گل نے نسمجھ کے مجکو باغی
لالے کی روش کیا ہے داغی

خار اپنے جگر کا یون نکالا
کانٹے کی مثال دور ڈالا

ساتھی نہین کوئی داغ تو ہی
تکلیف سہی چراغ تو ہی

ہنسنے لگے کھلکھلا کے جو یا
غنچون سے ہوئے وہ پھول گویا

پچھ وہم اوسے اس ہنسی پہ آیا | پوچھا یا چھا سُنا سنایا
بولے وہ اُٹھو اوٹھا وہ مضطر | بولے وہ چلو کہا کہ کیونکر
دیکھا تو ہے قیدیِ سلاسل | زلفون مین پھنسا ہی صورت دل
کی پانون سے اُسکے دور زنجیر | توڑا وہ طلسم پیچ تقدیر
آرام سے جی کے ساتھ لائے | قرآن سا ہاتھون ہاتھ لائے
درویش نے گود مین بٹھایا | نقطہ تھا وہ دائرے مین آیا
پوچھا کہ ہے کس چمن کا بوٹا | کون ایسی ہے دُھن کہ بس چھوٹا
کی عرض کہ چھیڑیے نہ یہ راگ | دیپک ہے جو گاؤن تو لگے آگ
سنگت والے الگ ہوے ہین | اب صورت نے فغان ہی اور مین
کم بخت ہون بے نصیب ہون مین | بیکس ہون مین غریب ہون مین
کھولی آخر پری کی چوری | بے پردہ سنائی سینہ زوری
میوے دیے کھانے کو کہا کھاؤ | چپکے کہا جانے کو کہا جاؤ
بیٹھا تھا منال گرد اوٹھا وہ | پہلو سے یہ شکل درد اوٹھا وہ
خیمہ تھا جدھر اودھر کی لی راہ | گردون کیطرف روان ہوا آہ
اختر نے کہا کہو کہان تھے | بولا وہ پری کے میہمان تھے
یہ سنکے ہنسا وہ کہہ کے رویا | برق و باران تھے ساتھ گویا
پوچھا کہ یہ کیون کہا کہ جانی | تھی زہر سے تلخ زندگانی
زندان مین کہ زندہ گور مین تھا | پتلی تھا کہ چشم نور مین تھا
سقف اور زمین سے تھا بلا مین | دانا سا دبا تھا آسیا مین

زنجیر کی وہ کڑی اوٹھالی	کاکل بھولا نہ یاد آلی
ہر دم ظلمت کا سامنا تھا	اپنی قسمت کا سامنا تھا
تو دیکھ تو زار کسقدر ہون	گویا معشوق کی کمر ہون
چلنا مجھے ضعف سے ہی دشوار	کم نبض ضعیف سے ہی رفتار
وہ عشق وہ گفتگو پری کی	وہ جوش وہ آرزو پری کی
وہ وصل پر اوس پری کا اصرار	اصرار پری پر اپنا انکار
انکار سے قید مین وہ جانا	دیوؤن کا وہ قید سے چھوڑانا
افتاد بڑا بہت کڑی تھی	یکسر کہی سر پہ جو پڑی تھی
تھے چشم براہ اہل لشکر	ہر آنکھ کھلی تھی صورت در
آئے جو نظر یہ اختر ماہ	پھولے نہ سمائے سب ہوا خواہ
آیا لشکر مین شان بن کر	مردہ اعضا مین جان بن کر
غنچے مین برنگ گل کھلا وہ	ہر ایک سے مثل دل ملا وہ
یون جھوم رہے تھے سب قدم کو	جسطرح سے برہمن صنم کو
آرام طلب تھا خستگی سے	سب کو رخصت کیا خوشی سے
جاگا ہوا مدتون کا سویا	تھا بخت وہ مشتری کا گویا

Checked 1981

رہائی کی خبر پا کے مشتری کا گھبرانا - مان کا جانا اور مشتری کو گھر لے آنا

چھنٹے پہ جنون کا رنگ ہے آج	ساقی مری عقل دنگ ہے آج

وحشت جو کہین زیادہ ہو جاے — زنجیر یہ موج بادہ ہو جاے

زندان کا جو دیو پاسبان تھا — جینا اوسے قید سے گران تھا

بگڑا ہوا اپنی خو کی صورت — پژمان ہوا رنگ رو کی صورت

دیوانہ پری کے پاس آیا — تن صورت بید تھرتھرایا

پھولا ہوا تھا کچھ اسقدر دم — تھا پیٹ پہ دھونکنی کا عالم

بولی وہ کہ خیر ہے کہا شر — بولی کہ یہ کیون کہا مقدر

زندان مین جوان اب نہین ہے — قالب تو ہے جان اب نہین ہے

دیوون کا وہ جستجو مین آنا — قیدی کا وہ قید سے چھوڑانا

قسمت کی بدی نصیب کا پھیر — روشن کیا جو ہوا تھا اندھیر

لائی وہ خیال نامرادی — اور آتش عشق کو ہوا دی

تلوار تھی مانگ سر کی سر کو — کانٹا تھی نگاہ چشم تر کو

زلف کافر عذاب مین تھی — الجھن مین تھی پیچ و تاب مین

حیرت مین تھین پتلیان غضب سے — لب ڈر کے لپٹ گیا تھا لب سے

غصہ کیا ہوگا اس سے بڑھکر — جامے سے بدن ہوا تھا باہر

چھایا ہوا صحن باغ مین غم — جس پیڑ کو دیکھو نخل ماتم

بلبل کی صدا تھی صورت تیر — چلتی تھی ہوا برنگ شمشیر

گل صورت داغ رو برو تھے — چھالے دل کے حباب جو تھے

حیرت کی روش سے راہ نکلی — غنچے چٹکے تو آہ نکلی

نرگس نہ تھی دیدۂ حسد تھا — سایہ سر پر بلاے بد تھا

کہتی تھی نگاہ سبزہ کیا ہے
کانٹے کوئی بچھا گیا ہے

چکر مین تھی اسطرح وہ بیکس
پڑ جاے بھنور مین جسطرح خس

کہتی تھی کہ کیا کرون مین مجبور
ہے سخت زمین آسمان دور

مین آئی گہن مین - چاند چھوٹا
اون دیوون پر آسمان نہ ٹوٹا

ناچ اوسکو نچاؤن تو بری ہون
دنیا سے اوڑا اون تو بری ہون

آئے جو نظر جنون کے انداز
سمجھانے لگین وہ تھین جو ہمراز

اوجھن کو بڑھا نہ مثل کاکل
پڑ جاے نہ کوئی پیچ اوگل

اُمید بری بشر سے ہے خام
پانی نہ کرے شراب کا کام

چاہے نہ ہما مگس کی صحبت
آتش سے نبھے نہ خس کی صحبت

خورشید کو ذرہ کیا ضیا دے
مہتاب کو شمع نور کیا دے

بدنام جہان مین جو تو ہو
مانند نگین سیاہ رو ہو

غنچہ دہنون پہ بار ہو جاے
کھٹکے آنکھون مین خار ہو جائے

حالت جو خراب ہو تو کیا ہے
موتی بے آب ہو تو کیا ہے

جو چاہے بنے وہ دم کا ساتھی
لیکن نہین کوئی غم کا ساتھی

رہتا ہے خزان مین نخل بے برگ
پھر جاتی ہین پتلیان دم مرگ

مانند چراغ اب نہ جل تو
جوبن سے نہ مثل شمع ڈھل تو

ہے پھول کی قدر رنگ و بو تک
موتی پیارا ہے آبرو تک

دھبا جو لگے تو ناک کٹ جاے
داغی جو ہو پھل تو لطف گھٹ جائے

بولی مجھے چاہو یا نہ چاہو
داغون پہ نہ داغ دو ہوا ہو

سودا اپنے لیا تو تم کون — مال اپنا تھا دل دیا تو تم کون

مین بن چکی بس بگاڑ ناحق — ناساز سے چھیڑ چھاڑ ناحق

کیون بکتی ہو کچھ سنو گی کیا تم — مین چاہ مین باؤلی ہون یا تم

پتا سی زبان اور کڑے بول — چھوٹا سا تو منہ بڑے بڑے بول

بالا رہی بات اب ٹلو بس — گھر گونج اوٹھا چلو چلو بس

مین جان سے جاتی ہون یہانتک — تم کوئی نہ میرے ساتھ جانا

لیوائی کھتی سہتی کیا کڑی وہ — بالون کیطرح اولجھ پڑی وہ

لیٹی تو گری خمارے کر — چونکی تو اوٹھی غبار لیکر

تڑپی تو چمک گئی کسی سمت — نکلی تو بہک گئی کسی سمت

خط کا سودا لکھا ہوا تھا — تنکے چنتا اوسے بد اچھا

سمجھانے جو آئین سمجھین مطلب — سُن ہو گئین سنسنا گئین سب

تنگ آیا جو پایا اوسکو دنگ — گھبرا کے اوٹھین وہ صورت رنگ

مانند ہوا چلین وہان سے — جا کر ملین مشتری کی مان سے

غنچہ دہنون کے رنگ تھے بیرنگ — پوچھا اوسنے کہ کیون ہو دلتنگ

اس عیش مین یہ ملال کیسا — یہ طیش ہے کیون جلال کیسا

بولین یہ کہ عیش اب کہان ہے — آرام نصیب دشمنان ہے

دم ناک مین ہے کہین نکلجای — عزت گئی ناک کٹ گئی ہاے

انسان کی چاہ ہے پری کو — یوسف ہے عزیز مشتری کو

شب کے لانے کی گھات کہدی — منہ پر پردے کی بات کہدی

یہ سنکے چلی وہ جانب باغ — ماتھے پہ شکن کلیجے مین داغ
تلوؤن سے لگی تھی جلتی آگ — انگارے وہان اوگلتی آگ
دیکھا تو کچھ اور رنگ پایا — پہلے تو پری تھی اب ہی سایا
وہ پیچ نہ زلف مین نہ وہ خم — وہ جان نہ جسم مین نہ وہ دم
مارے تب غم کے لب ہوے خشک — تر تھے عناب اب ہوے خشک
گالون پہ جو چھائی ہے اوداسی — دو پھول تو ہین مگر ہین باسی
حیرت زدہ سے نظر ملا کر — کہنے لگی آئینہ دکھا کر
تو اور سے یاد ہی پڑی ہے — کس منہ سے کہون کہ مشتری ہی
چپ ہے گویا ہے بیدہن تو — دی جان خدا نے بت نہ بن تو
کیون عشق بشر مین کھاتی ہی داغ — گل شمع کا کب ہے قابل باغ
تو مہر وہ ذرہ لاگ کیسی — لو تہ کو بڑھی یہ آگ کیسی
ہین یہ ترے کھیل کود کے دن — آتے نہین ہاتھ پھر گئے دن
مٹی نہ کر آبرو کو جانی — اندھا ہے کنوان جو ہو نہ پانی
کیون چاہ مین گر کے رو رہی ہے — کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے
گھر بار بھی بھولی مشتری تو — کیا باغ کے ہاتھ بک گئی تو
بے فصل اس باغ مین ہی کیا کام — شاخین نکلین گی ہو گی بدنام
شرمائی وہ سنکے پند مادر — ڈالی اشکون سے منہ پہ چادر
کہنے لگی بات کیا ہے دم لو — مین کچھ نہین جانتی قسم لو
آنکھون سے نہین کسی کو دیکھا — دیکھا بھی تو آرسی کو دیکھا

اس باغ مین کوئی گل جو کھلتا
پہچی کو بیتا ضرور ملتا

نرگس کچھ دیکھتی تو کہتی
سوسن کی زبان چپ نہ رہتی

بو پائی ہو کچھ تو کیتکی بول
گلبرگ اپنی زبان تو کھول

کیا آپ سے کاسنی نہ کہتی
آخر یہ دوا ہے کس مرض کی

کچھ کہیے تو ہے یہ کیا شگوفہ
کیا کوئی کھلا نیا شگوفہ

بولی گھر چل کہا کہ کیا عذر
سایہ بھی کہ ساتھ تھی بلا عذر

رنگت کی روش اوڑی ہوائی
دولت کی مثال گھر مین آئی

پوشیدہ خیال یار منظور
ہو رشتۂ شمع جیسے مستور

آخر مثل قمری گھٹی وہ
کاکل کے فراق مین لٹی وہ

سوچی کہ سکوت اب کہانتک
حرف آئے نہ لیے کہیے زبان تک

بیٹا سا چل پھر کے چاہ ڈھونڈھی
بھٹکا جنگل مین راہ ڈھونڈھی

جوبن میرا شباب تک ہی
یہ دھوپ اسی آفتاب تک ہی

جاتی رہی یہ بہار تو کیا
پیے فصل ملا نگار تو کیا

مانند دہن جو دل ہوا تنگ
کھل کھیلی وہ شوخ ہو کے بیرنگ

نظروں سے نہان نظر کیصورت
گھر سے نکلی خبر کیصورت

کب صرف دل و جگر تھے کمزور
اسنے کچھ بڑھکے پر تھے کمزور

ہاتھوں مین ذرا سکت نہین تھی
پاؤنمین چلت پھرت نہین تھی

قد بڑھکے یہ بول اوٹھا کہ جھکیے
بل کھاکے کہا کمر نے رکیے

مان نے جو سُنا تو مثل صرصر
دوڑی پے جستجوے دختر

دیکھا کہ وہ انتشار مین ہے
سورج میرا غبار مین ہے
گرمی اوسے غصے کی جتائی
رستے کا چراغ گھر مین لائی
وحشت زدہ کو پنہائی بیڑی
منت پوری ہوئی جنون کی
پریان گھیرے ہوئے نگہبان
گرد آنکھ کے جیسے موی مژگان

بحر طلسم مین شہزادے کا گردن تک پتھر ہو جانا کچھ دنون بعد اس بلا سے رہائی پانا

ڈوبا دل بحر غم مین ساقی
بن جائیگی جی پہ دم مین ساقی
ابتو چلے یار کشتی مے
بیڑا کرے پار کشتی مے
وہ ریگ روانِ وادی غم
وہ رہرو شوق ماہ عالم
چھوٹا جو گہن سے صورت ماہ
شب ہوگئی پردہ رخ راہ
آتا نہ تھا شب کو یون اسے چین
دل زلف مین جسطرح ہو بےچین
بستر پہ وہ اضطراب کی شکل
تھی آب پہ موج آب کی شکل
ڈر تھا کہ کوئی بلا نہ آجائے
یہ دیو سیاہ شب نہ کھا جائے
تقدیر سے لڑ جھگڑ کے سویا
تھا بخت اپنا کہ پڑ کے سویا
اتنے مین نسیم صبح آئی
چھوٹی رخ ماہ پر ہوائی
جب مہر سرِ سپہر نکلا
گردون سے وہ مثل مہر نکلا
چلنے کو تھا مثل موج بیتاب
آگے کو بڑھا برنگ سیلاب
ڈوبا خورشید نکلے تارے
پہونچا اک بحر کے کنارے

پانی کہتا تھا اب ڈبویا　　تھا قول حباب دم مین کہدے

وہ جوش کہ فکر تھک کے رہجائے　　چشم عاشق جھپک کے رہجائے

ظاہر کردے بھنور کی گردش　　قسمت کی فلک کی سر کی گردش

چلتے چلتے جو لہر لڑ جاے　　تلوار کی آبرو بگڑ جاے

سورج جو ہوا نظر سے مستور　　ظلمت ہوئی زلف چہرۂ لرز

ساحل پہ پڑا کا وہ خانہ برباد　　جیسے حیرت تا سے لب پہ فریاد

جاری رہے اشک نہر کیطرح　　بے چین رہا وہ لہر کی طرح

جب غرق ہوا سفینۂ ماہ　　طوفان کیطرح اوٹھا وہ بیتاب

کشتی نہ ملی نہ گھاٹ پایا　　چکر مین بھنور کیطرح آیا

تھا وہ بحر طلسم و نیرنگ　　ہو سنگ سے آب آب پہ سنگ

کف دیکھ کے بحر کے لبون پر　　سمجھا غضب آگیا مقرر

دریا ہوا جاری روتے روتے　　دیدے ہوئے بحر غم کے سوتے

مجبور پڑا بلا سے پالا　　گھوڑا دریا مین اوسنے ڈالا

دھارا ہوا خنجر اوسکے دم کو　　موجین ہوئین بیڑیان قدم کو

کف صید پہ جاں لیکے آیا　　گرداب نے طوق اوسے پہنایا

چشمون نے نہ کی نظر کہ ہو کیا　　سوتون نے نہ لی خبر کہ ہے کیا

قسمت نے بشر سے بت بنایا　　اللہ اوس وقت یاد آیا

غوطے مین وہ آگیا کہ کیا ہو　　پانی پھر یہ کیا بلا ہے

تن غرق بصورت گہر تھا　　ظاہر غسل حباب سر تھا

مجبور نصیب نے کیا حیف | پتھر چھاتی پہ دھر دیا حیف
کس مین دم تھا نکالتا کون | پانی کا پہاڑ ٹالتا کون
حیرت زدہ بسکہ صورتین تھین | گویا پتھر کی مورتین تھین
سختی سے جو کاٹنا پڑا تھا | جو دن تھا پہاڑ سے بڑا تھا
اک صبح کہ جلوۂ خدا تھی | یا جبہۂ صاف پارسا تھی
یا نور رخ حبیب کہئے | یا خندۂ خوش نصیب کہئے
شہزادے کو پا کے سخت دلتنگ | پانی پانی ہوا دل سنگ
پتھر سے ہوا جو موم پانی | مجبور مین آ گئی روانی
لے منزل آب کر کے نکلا | جو بن کی طرح ابھر کے نکلا
سوچا کہ مقیم کیون یہان ہو | پانی کی روش چلو روان ہو
ہمت نہ گھٹائے بحر بڑھکر | آجائے نہ فوج موج چڑھکر
اہل لشکر تھے بے خور و خواب | رک رک گئے مثل تیغ بے آب
دم لینے کو تھم گئے وہین پر | سبزے کی روش جمے زمین پر
گھبرے ہوئے تھی تھکن جو سبکو | سستائے برنگ مہر شبکو

ہر لون کے پیچھے ماہ عالم کا جانا - ایک باغ کی ہوا کھانا - پری کی لگاوٹ - شہزادے کی رخصت پر ہٹ - جادو سے طوطا بنا کر شاہزادے کو قفس مین ڈال دینا - دوسری

پری کا قید سے نکالدینا - قید کرنیوالی کی بیچینی اور جستجو غضب کے ساتھ یاس کی گفتگو

پھر جھوم کے ساقیا اوٹھا ابر — پھر ٹوٹ گیا ہے شیشہ صبر
پھر کھول در شراب خانہ — پھر کشتی بادہ کر روانہ
جب لیلی شب نے منہ چھپایا — خورشید بشکل قیس آیا
سوتے ہوئے مثل بخت جاگے — ہمت بولی کہ بڑھیے آگے
دل بڑھنے کی دھن مین کم نہین تھا — دل سے گھٹ کر قدم نہین تھا
تیزی مین نظر کچھ اوسنے مغرور — سب سے آگے تھی چشم بددور
القصہ بڑھا وہ غیرت ماہ — ساتھی مثل نجوم ہمراہ
جس دم گل مہر ہو گیا زرد — اک دشت مین آیا وہ جہانگرد
اوس دشت بلا مین موج صرصر — تھی طائر ہوش کے لیے پر
گرد اوسکی غبار طبع ناشاد — بیلون سے زمین پہ دام صیاد
دوزخ کا شرر وہان کا ہر پھول — ہر نخل جواب قامت غول
چشمہ پانی کا چشم بدبخت — پتھر دل سنگدل سے بھی سخت
آئے کانٹے کو دیکھکر یاد — موئے مژگان بچشم جلاد
تھا گرم سفر وہ صورت بو — دیکھے اتنے مین چند آہو
مائل تھے وہ سوئے سبزۂ دشت — جسطرح نگاہ وقت گلگشت
یہ اونچہ چلا خدنگ کیطرح — وحشت سے گئے وہ رنگ کیطرح

کچھ خاک نہ جز غبار پایا
صدمہ عوض شکار پایا

لشکر چھوٹا انیس چھوٹے
ہمدم چھوٹے جلیس چھوٹے

بس ہمنفس ایک اوسکا دم تھا
سایہ کم و بیش ہمقدم تھا

جنگل مین مثال ریگ ماہی
وہ خاک بسر ہوا جو راہی

تقدیر نے تازہ گل کھلایا
اک باغ مین جاتے جاتے آیا

وہ باغ کہ جنت اوسکی کیاری
آب جاری کہ فیض جاری

سنبل اوسے چھوے تو زلف کنیائے
سیدھی پٹری سے مانگ ہوجائے

برگ گل تر جو لب ہلاوے
ہیجان ہزار کو جلاوے

بوٹے قد گلرخان رعنا
نرگس چشم جوان رعنا

سبزے پہ فدا خضر کا دل ہو
وہ نوک پلک کہ خط خجل ہو

گل گال کا رنگ زرد کردے
انگارے کو لالہ سرد کردے

بوئے یوسف شمیم گلشن
زاہد کا نفس نسیم گلشن

چشمہ پہ تو کسی جبین کا
نیکلا گھونگھٹ کسی حسین کا

شاخین جو ہوا سے ہل رہی تھین
مستانہ ادا سے ہل رہی تھین

اوس ملنے سے تھی طلب ہویدا
تھے انگلیون کے اشارے پیدا

سوسن بولی کہ آئے آئے
گل مارے خوشی کے کھلکھلائے

پھل کرتے تھے سر جھکا کے تسلیم
اوٹھتے تھے حباب بہر تعظیم

شمشاد تھا سرو قد ادب سے
گرداب تھا رقص مین طرب سے

کلیون نے بلائین لین چٹک کر
فوارون نے دُر کیے نچھاور

گلگشت مین اک پری وہان تھی — گلشن مین ہر نگ جو روان تھی
آنکھون مین کبھی تھی باغ کی دوب — چرتے تھے ہرن ہری ہری دوب
چلکرائی کہ یہ شگوفہ کیا ہے — نیرنگ نیا فسون نیا ہے
یان دار ہے ہر شجر بشر کو — یان بار ہے ہر ثمر جگر کو
پتا پتا ہے داغ سینہ — کانٹا کانٹا نگاہ کینہ
مشکل ہے خیال کی رسائی — قسمت اسے کس روش سے لائی
پوچھا جو مزاج کو کہا خیر — پوچھا سبب آنے کا کہا سیر
بو فتنے کی آئی اوس چمن سے — ہوش اوڑگئے مثل مرغ سن سے
کانپا سہا ہٹا وہ دلگیر — چاہا کہ پھرے پر نگ تقدیر
بولی وہ کہ رام کرکے رم کیون — تم رک گئے صورت قدم کیون
آنکھین جو پری کی لڑگئی تھین — پیچھے وہ بلائین پڑگئی تھین
زلفین جو بڑھین کہ مشکین کسیلین — جھجکا وہ کہ ناگنین نہ ڈسلین
برگشتہ جو مثل بخت پایا — قدمون پہ گری وہ جیسے سایا
بولا یہ جھجھک کے کیون یہ کیا ہے — بولی وہ کہ دل مرا لیا ہے
بولا کس نے یہ کی ہے چوری — بولی چوری کہ سینہ زوری
تم نے ہان ہان تمھین نعوذ باللہ — دیکھا دیکھی نکرتے ہو واہ
زلفین دیکھون ادھر تو آؤ — دل پاس نہین قسم تو کھاؤ
ٹیڑھا یہ ہوا جو مثل ابرو — لپٹی وہ کمر سے شکل گیسو
روٹھا تو لگا وہ ٹون پہ لائی — بگڑا تو بنا وہ ٹون پہ آئی

سمٹا تو وہ پہیلی جسطرح بیل
او کہڑا تو جمائی جڑ کہ ہو میل

پہنسکر جو ہوئی رہائی مشکل
ٹوٹا امید کی طرح دل

دن سے ہوئی شب تو سو گیا وہ
ستارہ تہا قطب ہو گیا وہ

پہولا گل آفتاب جسدم
نیند اوسکی اوڑی برنگ شبنم

سودا فردوس کا تہا سر مین
دوزخ مین تہا پری کے گہر مین

رخصت کا ہوا جو اوس سے طالب
بولی تو جان مین ہون قالب

مین جان سے جاؤن تو اگر جای
سر جائے تو ہان یہ درد سر جائے

دل رنج نہین مرے نہین پہرے کیون
کچہ تیری نظر نہین پہرے کیون

تو خاک الفت کا حال سمجہا
کچہ تجہے دکہا گے کا جال سمجہا

لو جسکی ہو عمر بہر نہ چہوٹے
مٹہی سے کلی کی زر نہ چہوٹے

ہٹ اسکی بڑہی تو بڑہ گئی لاگ
جی اتنا جلا کہ ہو گئی آگ

بحر افسون مین دیکہے غوطا
انسان کو کیا پری نے طوطا

تہا پہلے حسین آدمی زاد
طوطا جو بنا بنا پری زاد

منقار سے لعل خون کہاتا
فیروزہ پرون سے داغ پاتا

رنگین سخنی سے پہول جہڑتے
غنچہ دہنون کے منہ بگڑتے

آنکہون سے لہو کا رنگ روشن
سرمایہ جنون کا طوق گردن

کچہ بازوؤن پر جو لال پر تہے
وحشت کے وہ داغ ادہر ادہر تہے

لائی قسمت فسون کے بس مین
فیروزہ تہا خاتم قفس مین

کہانا پینا دیا تو پایا
پانی دانہ ملا تو کہایا

تن طایر روح کو قفس تھا ۔ کانٹا یا جسم مین نفس تھا
منقار کو کھول کر دکھاتا ۔ انگارے کے لوٹنے کا نقشا
اپنی بیتی جو سوچتا وہ ۔ اپنے پر آپ لوٹتا وہ
اوس مصر مین اور اک پری تھی ۔ یوسف کی رہائی چاہتی تھی
ہر چند پری تھی نرم تھا دل ۔ تھا آگ کا جسم موم کا دل
موقع کی جو ایک رات پائی ۔ اوسنے مطلب کی گھات پائی
توڑا وہ قفس تو بند ٹوٹا ۔ آزاد ہوا اسیر چھوٹا
ٹوٹے سے بنا جو سرو آزاد ۔ لشکر کو چلا وہ خانہ برباد
چھوٹے ہوے قافلے مین آیا ۔ پھوٹی آنکھون سے نور پایا
گردون نے بلاے شب جو ٹالی ۔ چونکی طوطا پڑھانے والی
طوطا نہ ملا تو ہو گئی بھور ۔ سمجھی وہ کہ لے اوڑا کوئی چور
طوطا بھی گیا قفس بھی ٹوٹا ۔ دل بھی دست ہوس بھی ٹوٹا
کالی آنکھین لہو نے کین لال ۔ انگارے ہوے وہ پھول سی گال
چہرہ کندن سا تمتمایا ۔ الماس سے لعل کو دبایا
طائر کی مثال اوڑ گیا رنگ ۔ جھنجھلا کے کہا کہ ہین یہ کیا رنگ
او سرو چمن ادھر تو آ تو ۔ طوطا مرا کیا ہوا بتا تو
او سوسن باغ تو بیان کر ۔ او چاندنی راز تو عیان کر
بتلا تو شمیم تو کہان تھی ۔ سچ کہدے نسیم تو کہان تھی
برگ گل لالہ تو ہی لب کھول ۔ کیا تو گونگی ہے او کلی بول

دیکھا نہ کہ کیا پڑی بتا ہی	اندھے ہوئے آئینے الٰہی
روزن تو نے نہ دیدہ کھولا	چھوٹے منہ سے یہ ڈر نہ بولا
کس ڈر سے کھلے نہ بام کے لب	کس خوف سے دب گئے ستون سب
توڑے گلدستے داغ کھا کر	باندھا پردون کو کچلیا کر
شاخون پہ اوٹھائی بھونکی تلوار	نرگس کو دکھائی چشم خونخوار
سنبل کو کیا اسیر زنجیر	لو کو کیا چار سمت تشہیر
پھینکا کانٹون کو اک کنارے	مہندی کو ملا جلن کے مارے
پیچھے پڑی اسقدر بھلون کے	پک پک گئے بس جگر پھلون کے
باد سحری نے دم بھرا سرد	چہرہ ہوا پھول پھول کا زرد
روتی پھرتی تھی جو سے گلشن	جاتی ہے اب آبروے گلشن
ٹٹی کی آڑ مین حنا تھی	بو کے سے لیے منتشر ہوا تھی
رقت سے تھی چشم حوض پُرنم	غیرت سے تھی آب آب شبنم
چُپ مرغ تھے خوف سے غضب کے	طوطے سے اوڑے ہوئے تھے سب کے
حیرت تھی عیان شجر شجر سے	تھراتی تھی شاخ شاخ ڈر سے
بوٹے بوٹے نے داغ کھایا	پتّے پتّے کو لرزہ آیا
رگ رگ سوکھی تھی دم کہان تھا	جو پیڑ تھا پوست استخوان تھا
بگڑی صفت مزاج سب سے	کہنے لگی جوشش غضب سے
طوطا صیاد نے اوڑایا	چڑیان رہین چپ اوڑین خدایا
پہرے پہ تو یہ شجر کھڑے تھے	کانٹے رہتے ہی مین پڑے تھے

سوسن کی زبان کیا تھی بے حس
کیا پھوٹ گئی تھی چشم نرگس

کیا باغ مین سو رہا تھا سویا
کلیان نادان ہی تھین گویا

شاخون نے نہ برچھیان لگائین
پتون نے نہ تالیان بجائین

پھیلائے ہوے تھین جال بیلین
چلنے دیتین نہ چال بیلین

غنچون کو حجاب کی پڑی تھی
اس سبزے کو خواب کی پڑی تھی

کام آیا نہ خاک دام سنبل
مٹجائے بلا سے نام سنبل

پکڑا کسی خار نے نہ دامان
زنجیر بنا نہ عشق پیچان

سنتی ہون ہوا تو گشت مین تھی
شاید او سوقت دشت مین تھی

تاکا نہ عدو کو تو نے او تاک
آنکھون مین پڑی نہ اڑکے او خاک

تو نے نہ دیا نسیم جھٹکا
کانٹا بھی تو پاؤن مین نہ کھٹکا

کس سوچ مین تھی یہ سر جھکائی
کچا کوئی ان پھلون کو کھائے

انگور ہین مے پرست کمبخت
یکسر پڑے ہونگے مست کمبخت

لب کھول کے حوض کیون نہ بولا
فوارے نے کیون دہن نہ کھولا

موجین دوڑین نہ ہو کے بیتاب
طوق گردن ہوا نہ گرداب

غافل رہے سب حباب جو تھے
کیا تھے نہ شریک آبرو کے

سایہ ہی نہ کاش پڑ کے سوتا
بیلا ہی گلے کا ہار ہوتا

قمری کو کو سے ٹوک دیتی
انگور کی ٹٹی روک لیتی

مہندی ہی جکڑتی ہاتھ یا پاؤن
رنگت ہی پکڑتی ہاتھ یا پاؤن

آگاہ مجھے یہ مور کرتے
سر پیٹ کے چلاتے شور کرتے

آنے والی نسیم ہے بس
ہے لوٹ سے پاک انکا دامن
غنچون کو جو کچھ کہون تو چٹکین
پھولون کو جو ٹوکون منھ پھلائین
پھر کون ہے جسپہ کچھ گمان ہو
کیا سمجھی تھی مین یہ گل کھلائیگا
نارنج لگا کے سچ جھیلا
پاجی ہین یہ سب شریفے سڑ جائین
اِسنے بھی نہ خاک ادا کیا حق
بیٹھے سے کھٹائی مین پڑی ہین
بوٹے ہین یہ دیکھنے کو چھوٹے
لالہ گمراہ ہے مین سمجھی
اُمید بہی ہی سے ہے خام
گلشن پہ پڑے الٰہی پالا
ہنستے ہین یہ گل تباہ ہو جائین
ہو سرو کا پاؤن شل الٰہی
چیڑ پیڑ سے اوجڑے او چمن تو
سڑ سڑ کے ثمر گرین تو خوش ہون
یا سب سبزے پہ اوس پڑ جائے

جانے والی شمیم ہے بس
پکڑے کوئی خاک اُنکا دامن
کانٹون کا جو نام لون تو کھٹکین
چڑیون سے جو بولون غل مچائین
مہندی کا جو جو بہو تو ہان ہو
گلشن سے یہ پھل مجھے ملیگا
تقدیر سے کچھ بھلا نہ کیلا
بیری ہوئے بیر کیڑے پڑ جائین
پالا پالک کو بیٹے ناحق
کچنا کھا جاؤنگی ابھی مین
جتنے چھوٹے ہین اوتنے کھوٹے
دل اسکا سیاہ ہے مین سمجھی
رکھیے آسیب سیب کا نام
لالے کا چمن مین منھ ہو کالا
یہ فالسے روسیاہ ہو جائین
دنیا مین نہ پائے پھل الٰہی
ہو جائے سفید یا سمن تو
کٹ کٹ کے شجر گرین تو خوش ہون
پامال ہون خار بیل او جھڑ جائے

مٹ جائے حباب بے نشان ہو — یہ نہر چمن روان دوان ہو
پیڑون کے سرون پہ پرسین پتھر — جھاڑو پھر جائے اس روش پر
چڑکے کھائین انار گھرے — غنچے گونگے ہون پھول بہرے
ٹھنڈی ہون حوض تو چوگر جائے — پانی تری آبرو پہ پھر جائے
چوسون گی انار کا لہو آج — گیندے کو کرونگی زرد رو آج
کاٹون گی یہ پیڑ جسطرح ساگ — مہتابیون مین لگاؤنگی آگ
او تخم بگاڑ دون کی تجھکو — بس کھود کے گاڑ دونگی تجھکو
انگور کی کھینچ لونگی کھال آج — سنبل کے نوچ لونگی بال آج
شبو تری ناک کاٹ لونگی — لیمو تجھے آج چاٹ لونگی
اشجار تنے کھڑے ہین بدذات — کھودون انکی جڑین تو ہے بات
کچا چڑیون کو کھاؤنگی مین — دنیا سے انھین اوڑاؤنگی مین
ناچین کتنا ہی بن کے طاؤس — ہین سبز قدم چمن کے طاؤس
ناچ اوتنا نچاؤن جتنی کدھی — دون داغ یہ داغ تو سند ہے
کیا کیا نہ ستم کرونگی واللہ — منہدی کو قلم کرونگی واللہ
دور او شبنم کہین فنا ہو — آگے سے نسیم تو ہوا ہو
چھاتی پھٹ جائے تیری اوگل — اللہ کی مار تجھپہ سنبل
قمری کے گلے مین طوق ڈالو — کانٹے یہ کھٹکتے ہین نکالو
فوارون کے اوٹ لو خدا لے — موجون کے لگاؤ تازیانے
پیسون منہدی کو مین جو بس ہو — تلوون سے ملون ہو دسترس ہو

نوکا لگے جھاڑ بین تو خوش ہون
یہ پیڑ نہ ہون نہال یارب
اچھا پازیب کیون نہ بولی
کیا منہ مین بھرے ہوی تھے گھنگھرو
منہ کھولے رہے مگر نہ بولے
آویزے ہلے نہ کسی کے ڈر سے
چھلون کا چلا نہ جوڑ افسوس
بھولا لوداؤ او علی بند
ساتھی نہ ہوئی یہ میرے جی کی
طائر جھپکے سے یون نکل جائے
یہ بھی نہ ہون دستگیر افسوس
ایسے مین نہ آئین کام گونجین
مالا میرا جو یار ہوتا
بجلی ہی چمک کے پھونک دیتی
سونے والے ہین یا تو بالے
نادانی سے یہ بھی کر گئے بیر
بس بولے وفا نہین کسی مین
ہستی کا جسے نہ رنگ الہی
اشجار سے کھینچ کے تن گئی وہ

پتے جلین جھاڑ بین تو خوش ہون
سبزہ رہے پائمال یارب
کیون آنکھ نہ آرسی نے کھولی
چپ سے تھے کہ مرے ہوی تھے گھنگھرو
چوٹی سے کڑے اگر نہ بولے
کیون نکلے نہ یہ نگینے گھر سے
توڑے نے کیا نہ توڑ افسوس
اب سوچ بچاؤ او علی بند
چھاتی پہ ہے چوٹ دھکدھکی کی
پھر کون اسے سر چڑھا کے پھل پائے
دل کیون نہ ہو کنگنون سی مایوس
منہ موڑ گئین تمام گونجین
دشمن کے گلے کا ہار ہوتا
یہ چوڑی ہی لپک کے ہاتھ لیتی
یا ہین بالا بنانے والے
موتی ہین یتیم کیا کہون خیر
کانٹا سی چبھی ہے کیل جی مین
ہو اسکو نصیب رو سیاہی
جالا مکڑی کا بن گئی وہ

بگڑی پوٹون سے داغ کھاکر | روٹھی بھوون سے منہ پھلاکر
ایسی کنگھی سے اولجھی وہ گل | اولجھے شانے سے جیسے کاکل
ڈھونڈھ آئی ادھر بھی اور ادھر بھی | طوطے کا نہ پایا ایک پر بھی
روئی چلائی غل مچایا | سر پر سارا اچمن اوٹھایا
سناٹے مین تھے سب اہل گلشن | چپ تھی گونگے کی طرح سوسن
شمشاد کھڑے رہے کنارے | بولے نہ طیور ڈر کے مارے
اوترا صدمے سے چہرۂ گل | چھٹکے ماتم مین موے سنبل
نرگس ہوئی خوف کھاکے بیمار | کانٹے ہوے سوکھ سوکھ کر خار
پتا تھا تو زرد ہو گیا تھا | پانی تھا تو سرد ہو گیا تھا
شبنم قسمت کو رو رہی تھی | گل کا دامن بھگو رہی تھی
موجین لب جو پٹکتی تھین سر | گرداب کی عقل کو تھا چکر
غصہ تھا کہ قہر ڈھا گیا کون | آخر طوطے کو کھا گیا کون
گر پڑکے بہ شکل اشک دیدہ | بیہوش ہوئی ستم رسیدہ

رستہ چلتے جنگل مین کالی آندھی کا آنا۔ اختر کا بھٹک کے ایک باغ مین جانا۔ گوہر سے ملکر شکوا آسایش اور صبح کو پھر لشکر پانا۔

برہم ہے مرا مزاج ساقی | دے آگ ہی مجھکو آج ساقی

شیشہ نہین آبلے سے کچھ کم | ساغر نہین ہی یہ چشم پرنم
قسمت نے گہن سے جب چھڑایا | سیارون مین ماہ عالم آیا
آنکھون مین پھر آیا نور جا کر | روح آئی تنون مین دوڑ جا کر
گردش جو رہی تھی صورت چاک | منھ تک نہین کچھ گیا تھا جز خاک
دانے پانی کو اہل لشکر | بولوٹون کی روش چھپے زمین پر
شبنم کھئیے بستر بشر کو | جو شب کو گرا وہ اٹھا سحر کو
ہوتے ہی سحر نجوم سیار | تھے صورت مہر گرم رفتار
وہ دشت تمام لوح افسون | سطر جادہ مین شر کا مضمون
رخ خاک کا پر غبار اسمین | ہر ذرے کو انتشار اسمین
کھاتے تھے وہان بگولے چکر | مرغان ہوا کے جلتے تھے پر
کانٹے کھٹکے سے خشک رہتے | چشمے ناسور ہو کے بہتے
بالو وہ کہ بھاڑ جا بجا گرم | سایہ کچھ دھوپ سے سوا گرم
تھی عشق کی راہ سے کڑی راہ | ظالم کی نگاہ سے کڑی راہ
تقدیر وہان یہ رنگ لائی | کالی آندھی بلا سی آئی
ظلمت مین گھرے تھے یون وہ ناکام | جیسے کافر کے دل مین اوہام
گم صورت ہوش ہو گئی راہ | خود گم ہوئے سب تو کھو گئی راہ
شہزادہ کہین کہین تھے ساتھی | اسوقت کی اور ہی ہوا تھی
چکرائے وہ سب جو راہ بھولے | گویا جنگل مین تھے بگولے
آخر بخت سیاہ چمکا | جب گرد چھٹی وہ ماہ چمکا

بے شمع تھے منتشر پتنگے ٹوٹے سر شمع پھر پتنگے
چھوٹا سیاروں سے ایک اختر آوارہ ہوا وہ مثل صرصر
سارے جنگل کی خاک اوڑائی شہزادے کی گرد تک نہ پائی
تلووں مین یہ خشک کانٹوں کا حال ہوں جیسے برش مین سیکڑوں بال
یا سایہ تھا ساتھ اوسکے یا دم یا ٹھوکرین کھانے کو تھیں یا غم
ہر چند پھرا وہ صورت سر لیکن اوسکو ملا نہ لشکر
دیکھا وہاں پھرتے پھرتے اک باغ جو دے دلِ داغدار کو داغ
درصورت دیدہ وا جو پایا مانند نگاہ اندر آیا
گل تھے عذرا کے گال سے خوب سنبل لیلیٰ کے بال سے خوب
شیرین تھا ثمر وہاں کا فرہاد شجر وہاں کا
اوس باغ مین یہ بہار دیکھی کوٹھی اک روز نگار دیکھی
کوٹھی تھی کہ قدرت الٰہی رضوان دربان ملک سپاہی
بند اوسکے دروں سے چشم محبوب پردوں سے حجاب ناز محجوب
دیکھین وہ ستون تو ایسے شرماین دل کے دل ہی مین نالے رہجاین
جھک کر اُسی رخ کلاہ کیطرح کوٹھی کو چلا نگاہ کیطرح
اک شخص تھا زیب مسند زر اوس شمع سے بزم تھی منور
مہمان کو لینے اوٹھ کے آیا آئینے کو انجمن مین لایا
رُخ گرد سے ابر مین قمر تھا فانوس کا پردہ شمع پر تھا
روشن چہرے سے تھی جو اُسی چھائی ہوئی بھول پر اوداسی

پر گرد جو زلف پر شکن تھی — کیچلی ناگن کا پیرہن تھی
سمجھا کہ پڑی ہے کوئی افتاد — ہے مثل غبار خانہ برباد
پوچھا کیا نام ہے کہا غیر — پوچھا کیا کام ہے کہا سیر
پوچھا کہ وطن کہا بہت دور — پوچھا کہ طلب کہا کہ مہجور
پھر صورت ابر کر کے نالا — آندھی کا غبار سب نکالا
بولا کہ ہے ہجر غم کا بانی — بے برگ ہے نخل زندگانی
جگ پھوٹ کے رہگیا ہون مین فرد — تنہا پھرتا ہون صورت نرد
بولا وہ کہ بے حواس کیون ہو — بیدل کیون ہو اداس کیون ہو
آرام جو آج ہے تو کل غم — دنیا مین ہین نوش و نیش توام
مخمور بھی رند مست بھی ہو — سورج اونچا بھی پست بھی ہو
سختی جو نصیب ہو تو ڈر کیا — دانتون مین زبان کو ضرر کیا
آؤ کرین بات چیت ہم تم — تنہا نہ یہ گھر نہ ہو صنم تم
کیون ایسے فراق سے ہو بیچین — ممکن نہین کیا قران سعدین
اس مہر کا شکر کر کے وہ ماہ — بولا تم خضر ہو مین گمراہ
جو اس مہمان کا میزبان تھا — وہ اوس جنگل کا حکمران تھا
پریون سے بھرا ہوا تھا جنگل — جنگل مین تھا اوسکے دم سے منگل
لوگون نے جو دیکھے اسکے جوہر — کہنے لگے آبرو سے گوہر
نیت کہ صفائی مین سحر تھی — آب زمزم سے پاک تر تھی
جنگل بوئے وفا پہ نثار کرتے — آگے دامن دراز کرتے

بولا وہ جمین نشاط کے رنگ | پریان حاضر ہوئین خوشی آہنگ
وہ حسن کہ حور اونپہ صدقے | وہ نور کہ نور اونپہ صدقے
ناز ایسے کہ ناز آپ حیران | غمزے ایسے کہ غمزہ قربان
پتلی کمرین لچک بھی اونمین | گورے چہرے چمک بھی اونمین
چھا جاے گھٹا جو بال کھولین | کلیان چٹکین جو منہ سے بولین
کاکل سے بلا چلن سے شمشیر | ابرو سے کمان نگاہ سے تیر
اٹھلاتی ہوئی وہ آگے آئین | موقع پاکر غزل یہ گائین

غزل

سر پھرنے کا چرخ کو گلہ ہے | دل کو نالون کا حوصلہ ہے
ڈنکا ہے شہرت جنون کا | جو سینے پر اپنے آبلہ ہے
چارون جانب کی خاک اوڑانا | یہ آٹھ پہر کا مشغلہ ہے
کب دشت جنون مین ہون اکیلا | ہمراہ اشکون کا قافلہ ہے

ہاتھ آئیگی زلف ایک دن شوق
باقی جو نفس کا سلسلہ ہے

تانین ہوئین برچھیون سے بڑھکر | پتھر پڑے گٹکری سے دل پر
ٹوٹے دل بل رہے تھے گویا | سم زہر اوگل رہے تھے گویا
بھرتا زخم جگر نہ دیکھا | مرہم تھا خراب اثر نہ دیکھا
کالی مشکل سے رات غم کی | قسمت سورج کے ساتھ چمکی
رخصت ہوئی میہمان کی لازم | گوہر ہوا رہبری کو عازم

اختر یون ساتھ ساتھ آیا — جسطرح سے ہمقدم ہو سایا
گوہر سا خضر ہوا جو رہبر — سیّاروں مین آملا وہ اختر
شہزادے کی چارسو نظر تھی — وا چشم امید مثل در تھی
دیکھا مہ عید روبرو ہے — شکل امید روبرو ہے
اختر کی طرف وہ ماہ لپکا — پیاسا تھا کہ سوے چاہ لپکا
طالع سے ہوئی مراد حاصل — یون ملگئے جسطرح ملین دل
گوہر سے تھا پلہ ہمسری کا — جوڑا رشتہ برادری کا
اوٹھ بیٹھ کے ہوگیا وہ رخصت — کہہ سنکے یہ سوئے مثل قسمت

جنگل سے نکلکر ایک پہاڑ پر شہزادے کا جانا۔ درویش سے ملکر تعویذ کا پانا۔ آگے چلکر بیچ دریا مین مکان کا نظر آنا اوس مکان سے نسترن کو جسے دیو نے جادو کی زور سے قید کیا تھا اپنا تعویذ دیکر چھوڑانا۔

ہاتھوں مین لیے ہوے پیالے — پھر آئے شراب پینے والے
خم پر ہے نگاہ لب پہ ساقی — کر رحم انکی طلب پہ ساقی
وہ جلوۂ شمع بزم آرام — بند آنکھین کیے تھا مثل بادام
مقراض شعاع مہر نے جب — جڑ سے کی قطیع کاکل شب

معشوقہ نے جو صاف ہنسکر
آنکھوں نے طلسم خواب توڑا

حسرت یوں نکل کھڑے ہو
دیدے بچار دو لو سمجھے تا چیز

بڑھتے تھے پہ تھے دونوں اسقدر لوٹ
یوں ایکطرف چلا وہ بیتاب

جنگل ایسا گھنا تھا آگے
تھی بیل زمین پہ جال کھولے

دھوپ آتی کہیں کہیں جو چھنکر
ظلمت سے تھا ہر شجر کا یہ حال

پاتے نہ دہن کا راستا آہ
سب کہتے تھے جان کھونے آئے

ان جھاڑیوں میں ہی رہگذر گم
چلتے تھے اٹک اٹک کے اسطرح

جنگل ہو کتا تو مثل صرصر
اونچا تھا وہ تخت گل رخاں سے

بات اوس سے ہو کسی کی بالا
جی ہار گیا تھا باد عالم

لیکن وہ لپٹے خاک راہی

گردون کے محل سے نکلی باہر
پلکیں کھولیں حجاب توڑا

آنسو نکلے کہ چل کھڑے ہیں
بالوں نے کہا بڑا ہے کیا چیز

دل اور قدم میں چلتی تھی چوٹ
پستی پہ رواں ہو جیسے سیلاب

شب مانے سے جسکی ڈر کے بھاگی
کالی ویسی تھی بال کھولے

پڑتی وہ زمین پہ داغ بنکر
چہرہ پہ زنگی کے جیسے ہو خال

گم عقل سے ہو دماغ کی راہ
زندہ در گور ہونے آئے

زلفیں تو ہیں مانگ ہی مگر گم
اولجھے بالوں میں شانہ جسطرح

اک کوہ سے کھائی اوس نے ٹکر
باتیں کرتا تھا آسمان سے

شرمائے قد دراز والا
پھولا ہوا منھ ادھر ادھر دم

کانٹوں سے زمین تھی کہ ساہی

آگے مثل قدم بڑھا وہ — موسی تھا کہ طور پر چڑھا وہ
دیکھا چوٹی پہ اک مکان ہے — جنت بالائے آسمان ہے
تا بام نگاہ شوق قاصر — ہموار یہ صورت عناصر
چشم غلمان کا در پہ شک تھا — دربان مانند مردمک تھا
اندر جانے کا حکم پایا — دیدے مین وہ شکل سا سمایا
اوس برج مین آفتاب تھا ایک — درویش فلک جناب تھا ایک
چہرہ قرآن چشم بدِ دور — داڑھی تفسیر سورۂ نور
آنکھون سے عیان تھا حسن ایجاد — خالق نے کیے تھے منہ پہ خود صاد
گویا ہوا یون وہ شاہ بے تخت — آتا ہی کدھر سے او جوان بخت
بولا یہ کہ اک غریب ہون مین — اب کیا کہون بے نصیب ہون مین
بیتاب ہون تاب کی ہوس ہی — ماہی ہون آب کی ہوس ہی
روشن کیا رنگ تیرہ بختی — نرمی سے بیان کی وہ سختی
اصرار کیا کہ آج تھم کر — مجھ پیر پہ او جوان کرم کر
بننے پہ جو تھی بگڑ کے تقدیر — پہلو مین کمان کے رک گیا تیر
کھانے نے مزے مزے کی — میوے پالے مزے مزے کی
تھا شام سے طالب سحر بخت — چمکا ادھر آفتاب ادھر بخت
آمادہ ہوا سفر پہ راہی — اوٹھ بیٹھ گئے رخصت اوسنے چاہی
جلتی آندھی کا ٹوٹکنا کیا — بہتے پانی کا روکنا کیا
دریائے کرم کو لہر آئی — کی اوس کشتی کی ناخدائی

اک نقش رقم کیا کہ لے
چل یاں سے ہوا ہو رستا لے

دامن رہے ٹوٹ سحر سے پاک
دریائے طلسم میں اڑے خاک

آتش ہو تو گرد ہو کے رہ جائے
آتش ہو تو آب ہو کے بہ جائے

بیدل ہو خوف کیا خطر کیا
دریا کا شناوروں کو ڈر کیا

تدبیر کی نارسائی کب تک
پہونچیگی ضرور رسائی لب تک

تعویذ لیا گلے میں ڈالا
خوش ہو کے بڑھا وہ سرو بالا

کچھ دور ہوا جو گرم رفتار
حائل ہوا ایک بحر زخار

تھا جوش میں صورت جوانی
تھی آب میں عمر کی روانی

موجیں وہ کہ چھپ جائے ابرو
تلوار اپنی چھپائے ابرو

چکر سے چاک چرخ اخضر
سیکھیں یہ سب بھنور سے چکر

اک قصر بلند تھا سرآب
در وا تھا بشکل چشم بیخواب

آنکھیں پھڑکیں کہ ہے نئی سیر
صبح آئی کہ دیکھئے لیجیے غیر

دریا میں سماکے مثل ماہی
اوس گھر کی طرف ہوا وہ راہی

شکل آغوش در جو وا تھا
پردہ کیا تھا حجاب کیا تھا

دیکھا تو ہے رنگ باغ کا اور
تو اور یہاں کی ہے ہوا اور

چھوٹے چھوٹے قد و نیہ بوٹے
وہ فتنے کہ جنسے جی نہ چھوٹے

آتے تھے ہرے بھرے نظر برگ
بیعانہ زنگار کا تھا ہر برگ

کچ تھا جو شجر تو بخت بد تھا
سیدھا کسی پر تھا کا قد تھا

ہر پھول کے رنگ کا یہ تھا حال
چہرہ غصے سے جیسے ہو لال

نکلا لب جو حباب کی شکل
وا دیدۂ بے حجاب کی شکل

بنگلے میں تھی ایک حور پیکر
جیسے پتلی کا آنکھ میں گھر

تھی مائل خواب شکل مخمل
فانوس تھا شمع رخ کو آنچل

آہٹ سے قدم کی وا ہوئی آنکھ
نادیدہ سے آشنا ہوئی آنکھ

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا تھا
پردہ غیرت کا پھٹ گیا تھا

مانند حباب سر اٹھا کر
بولی کہ کہاں پھنسے تم آ کر

بھاگو کہ شجر شجر ہے یاں دار
بھاگو کہ ثمر ثمر ہے یاں بار

بھاگو کہ ہے خار خار نشتر
بھاگو کہ ہے شاخ شاخ خنجر

چھو کر کوئی دیکھے ہیں کب انگور
انگور ہیں زخم کے سب انگور

بولا یہ کہو تو خیر ہے خیر
بولی وہ کہ ہو نہ سیر میں سیر

بولا یہ کیوں وہ بولی انجان
یہ دیو کا گھر ہے تم ہو انسان

شعلے سے خس کی لاگ کیسی
بجلی سے گھس کی لاگ کیسی

بولا وہ کہ دیو کیا بلا ہے
تم اپنی کہو کہ سچ کیا ہے

کیوں زرد ہو زعفران نہیں تم
برگ فصل خزاں نہیں تم

بولی میں پری ہوں نسترن نام
آفت زدہ غم نصیب ناکام

صدمے اس گھر کے سہنے والی
آغوش اجل کی رہنے والی

سونے کو تو سوئی تھی وطن میں
جاگی تو پڑی تھی اس چمن میں

اک دیو سیاہ تھا سرہانے
دیکھا دکھلایا جو خدا نے

صورت سے بلا کو ڈر پڑا کا
ہر حلقہ چشم گھر بلا کا

قد سے سانبھو کا پیڑ اک خار — دم سے باد سموم فی النار
آتا ہے وہ شب کو مثل ظلمت — جاتا ہے سحر کو شب کی صورت
جادو سے مجال رم نہین ہے — لون سانس اتنا بھی دم نہین ہے
بولا یہ کہ اوٹھ۔ قدم بڑھا چل — بولی کہ یہان سے ہو ہوا چل
وہ سمجھی بدی یہ میل سمجھا — وہ سمجھی اہم یہ کھیل سمجھا
بولا یہ کہ اے پری نہ ڈر تو — بولی دیوانہ ہے بشر تو
بولا تجھے کیا پڑی ہے میری — بولی نہین اتنی جان تیری
سیلاب سے زور کیا چلیگا — ٹالے سے پہاڑ کب ٹلیگا
کچھ حوصلہ ہان بڑھے تو جانون — یہ بیل منڈھے چڑھے تو جانون
تعویذ اسنے دیا کہا جا — بولی وہ جو دیو لیکے ہو کیا
بولا کہ طلسم کو یہ توڑے — پتھر ہو تو موم کرکے چھوڑے
آہو کیطرح وہ کر گئی رم — نکلا یہ جنان سے جیسے آدم
لشکر مین خبر سے آگے آیا — آپ اپنی نظر سے آگے آیا
موقع اوس نے بدل دیا وہ — چلتا جادو تھا چلدیا وہ
دیو آیا تو وہ چمن تھا خالی — کھوئی جو زبان دہن تھا خالی
چلایا کہ آئی کیا تباہی — افتاد یہ کیا پڑی الٰہی
گھر مین وہ پری نہین عجب ہے — پتلی نہین آنکھ مین غضب ہے
ٹیڑھا ہوا سرو سے اکڑ کر — شاخون پہ جھکا ہوا سے لڑ کر
پتے کھڑکے تو شامت آئی — آئی جو ہوا قیامت آئی

مانند مگس وہ بیٹھ کر سر — سو یا مردون سے شرط بد کر
پوشیدہ ہوا جو مہر روشن — پھیلا ظلمات شب کا دامن
راہی نے کیا پسند ساحل — کی صورت مہر ختم منزل
بستر پہ گرا وہ ماہ عالم — گل کے دامن پہ جیسے شبنم

ماہ عالم کا دیار محبوب مین آنا خبر پاکے خسرو کا استقبال کیواسطے جانا۔ راہ مین سے ملکے اپنے گھر لانا

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین — کالی کالی گھٹائین چھائین
شوق مے لالہ فام ہے آج — تو بہ قربان جام ہے آج
جب دن شب کی بغل سے نکلا — سورج اپنے محل سے نکلا
کی دور کسافت تن شب — زائل کیا زنگ آہن شب
کرنون نے دکھائی کیمیائی — سونے کی زمین سب بنائی
رستے پہ چلا وہ ماہ اسطرح — نقش مسطر پہ خامہ جسطرح
دے ساتھ ہوا تو گرد ہوجائے — دل آب روان کا سرد ہوجائے
دیکھا اک پربہار جنگل — پھولون سے گلعذار جنگل
پتے ہے کہین داغ عشق کیا ہے — سنبل سے کہے زلف کیا بلا ہے
چوٹی پہ شجر کی جو رسا ہو — اللہ سے اوسکا سامنا ہو

دعویٰ اگر ہے حسن کا تو ہر شاخ — ابرو مین نکالے شاخ پر شاخ
انسان جو ہوا وہان کی کہائے — نخل امید مین پھل آئے
آجائے نظر جو وہ بہشت کی نہر — تر ہون لب خشک صائم الدہر
یون آنکھ مین ہو نگاہ شاداب — جیسے لب جو گیاہ شاداب
بلبلین چپکی ہوئی زمین پر — زلفین چھٹکی ہوئی جبین پر
کچھ کہنے کو منہ جو اوسنے کہولا — تاجر واقف تھا بڑھ کے بولا
فردوس کی سب یہ سرزمین ہی — جس پھول کی بو ہے وہ یہین ہے
چمکا چہرہ جو غم سے تھا ماند — بدلی جو چھٹی نکل پڑا چاند
بیساختہ لب کھلے ہنسی سے — پھول اوسکا دہن ہوا کلی سے
سرمست شراب شوق تھا دل — جتنی منزل گھٹی بڑھا دل
برج قصر حبیب چمکا — قسمت چمکی نصیب چمکا
کیا اوج مکان کو تھا مکین سے — سورج تھا قریب تر زمین سے
یون شوق سے اوڑ چلا وہ صنوبر — ٹوٹے پروانہ جیسے لو پر
تاجر کہ تھا کاروان کا وہ سالار — نکلا جیسے جرس سے آواز
فردوس مین سب سے آگے آیا — تضمین مین یہ تازہ گل کھلایا
ہے آپ کو جس عزیز کی چاہ — اس مصر مین لایا اوسکو اللہ
دو نکلے ادھر سے چار ادھر سے — دوڑے کہ بلائین لین نظر سے
تھے راہ مین جمع شہر والے — یا بانگ بھری تھی موتیون سے
دیکھا عجب ہی بہار آئی — صبح شب انتظار آئی

جس نے چہرہ پہ آنکھ وا کی — مہمان نے آنکھ ہی مین جا کی
ڈنکا جو بجا کہ آئے آئے — خسرو بھی چلا کہ بڑھ کے لائے
پہونچا یہ ادھر سے وہ ادھر سے — دل دل سے ملا نظر نظر سے
ملنے لگی گر کے فوج پر فوج — لوٹی جاتی تھی موج پر موج
شہزادہ و شاہ ملکے باہم — یون تھے جیسے خضر ہون توام
ایسا ملنا جو دیکھ پائے — گردون جوزا کو بھول جائے
دل خوش تھا کہ نور چشم آیا — گھر تک اوسے ہتھیلیون پہ لایا
آنکھین روشن ہوئین وہ گھر کیا — منہ تکتی تھین پتلیان بشر کیا
جی دیتے تھے ساکنان فردوس — اوس ماہ کا دم تھا جان فردوس
جو تھا وہی دل دیے ہوے تھا — اپنا پہلو لیے ہوے تھا
وان فکر قران ماہ و خورشید — یان بزم خیال و شمع امید
وان دختر رز کو فکر بینوش — یان صورت بادہ شوق کو جوش

یاسمن کی بھیجنی اور گلشن کا سمجھانا - آخر ماہ عالم افروز و زرین دونون کا باغ مین ملجانا

گلشن مین کھلا چلی ہوا پھول — دے بادہ گلشنون کو ساقیا پھول
چل نکلی ہوا بہار کی اب — طاقت نہین انتظار کی اب
ملنے کی جو یاسمن کو تھی لاگ — بھڑکاتا تھا عشق شوق کی آگ
پیارا اپنا جو گھر مین آیا — آرام بنا جگر مین آیا

ملنے کا جو کچھ ہوا سہارا ‏ جوبن نے ادھر کے اور ابھارا

بیشک کسی بات کے تھے جویا ‏ لب ہلتے تھے مضطرب تھے گویا

کچھ اتنا بڑھا تھا دید کا شوق ‏ کم جس سے ہلال عید کا شوق

ہر آنکھ مین شکل نور تصویر ‏ جنت ہر آنکھ حور تصویر

حسرت بولی نکلیے چلیے ‏ پاؤن آگے بڑھے کہ چلیے چلیے

دل کہنے لگا چلوگی کیونکر ‏ چھاتی پہ تو ہین حیا کے پتھر

گلشن کہ تھی دم کی شکل ہمدم ‏ تھی محرم ہمراز جیسے محرم

حیرانی کا حال اوسے بتایا ‏ تنہائی مین آئینہ دکھایا

گلشن نے کہا کہ او سمن بر ‏ پیامے سے نہ مثل بو ہو باہر

بے سلسلہ خاک بن پڑے گا کام ‏ بے زینہ بشر نہ پہونچے تا بام

بے عقدہ نہ اٹھے بند سے بند ‏ بے رشتہ لگا سکے کون پیوند

کیا کھلکے چلوگی قدم تھم ‏ سو آنکھون کی پتلیان ہین ہم ہم

نظرون سے ہے ادھر ادھر بند ‏ آنکھون سے تو دیکھو ہو نظربند

جی چھوڑ کے یون نہ کھیلو جی پر ‏ دو وقت ملین گے وقت ہی پر

بولی وہ کہ آئینہ ہے اندھیر ‏ ہر پر عیسیٰ علاج مین دیر

کاغذ سے اوٹھے نہ بار سیلاب ‏ شبنم لائے نہ دھوپ کی تاب

آغوش حبیب کے لیے ہے ‏ مٹی ہے پیالہ گر نہ ہو مے

پتلی مین نظر نہین تو کیا لطف ‏ خاتم رہے بے نگین تو کیا لطف

فانوس ہے بے چراغ کیا چیز ‏ موتی جو نہین صدف ہی ناچیز

گلشن بولی کہ ہوش مین ہے | کیون مثل شباب جوش مین ہی
رسوا کہین چشم تر نہ کردے | رنگ اوڑکے کہین خبر نہ کردے
بولی پھر کیا کہا کر صبر | بولی کیونکر کہا کہ کر جبر
نازک تھی وہ جبر خاک اوٹھاتی | گھڑیاں کی طرح بیٹھی چھاتی
گلشن نے غرض اُسے سنبھالا | رستا ملنے کا یون نکالا
تھی اِک زنِ پیر کہنہ شاطر | لوز سحر مراد خاطر
دم دے جسے دام مین وہ آئے | دو باتون مین چار کو لگائے
دل اوسکا لیا کہ کہہ تو بولون | پردہ رکھے تو راز کھولون
پُوچھا تو کہا سنا تو مانا | ٹھہرا خط لے کے جانا آنا
کہہ سُن کے اوٹھا کے خامۂ شوق | تحریر کیا یہ نامۂ شوق
اے مہر جمال و ماہ عالم | وے روشنی نگاہِ عالم
اے ساحر سحر نقش تصویر | وے رہبر ملک حسن تدبیر
اے عاشق و نیز شکل محبوب | وے طالب و ہم برنگ مطلوب
اے مطلب نامہ رسائی | وے معنی لفظ آشنائی
اے زنگ زدائے شیشۂ دل | وے سہل نمائے کار مشکل
اے مردم چشم میزبانی | وے چشمۂ آب مہربانی
اے حاصل مدعائے سازش | وے سالک جادۂ نوازش
تم لکھتی ہون مین بگڑتے جانا | منظور ہے لطف کا جتانا
پوچھے کوئی جو میرے جی کی | کیا بات ہے بے تکلفی کی

تم کیا مہمان ہو کے آئے — فردوس کی جان ہو کے آئے
یون آئے سرور جیسے دل مین — ایمان کا نور جیسے دل مین
لیکن جھوؤن خبر نہ لی واہ — لی جاہ کی آبرو - اجی واہ
ظاہر کرون رنگ یاسمن کیا — سوکھا ہوا نخل گل ہے تن کیا
اشکون سے بہار حسن کھوئی — رخسارون کی آبرو ڈبوئی
یون غم سے ہی اسکا منتشر حال — جسطرح ہوا سے زلف کی بال
زورون پہ یہ ہے لیسکہ ناتوانی — زیبا ہے کہے جو لن ترانی
اوٹھنا جو پڑے کمر پکڑ لے — کاکل جو ہلے تو سر پکڑ لے
ایسا سکتے نے اسکو کھویا — شبہہ ہو کہ لے دہن ہے گویا
بیمار کو جان کھوتے کیا دیر — نیند آ ہی گئی تو سوتے کیا دیر
گل شمع حیات ہو نہ جائے — یہ دن کہین رات ہو نہ جائے
کب اہل نظر کرین یہ منظور — ہو نور کے ہوتے آنکھ بے نور
بہنو کہا حاتم کے چلتے بیتاب — پیاسا دریا کے ہوتے بے آب
کیجی بھی جو ہجر کی گھڑی ہے — واللہ پہاڑ سے بڑی ہے
تم چاہو تو داغ ہجر کھو جاے — یہ نخل خزان نہال ہو جاے
گلزار کو آے دن سر شام — گلگشت کو جاتی ہے یہ گلفام
آؤ پوشیدہ یون وہان تک — جیسے دل سے سخن زبان تک
غیرون کو ذرا آشنا بنا تا — بالا بالا ہوا بتاتا
لکھ پردہ کے کیا حوالے نامہ — خط لکھے چلی وہ مثل خامہ

مطلوب کے پاس دم مین آئی　　مکتوب دیا طلب سنائی
وہ نامہ کہ اشتیاق کا تھا　　نسخہ درد و فراق کا تھا
چوما رخ دلربا کی صورت　　کھولا بند قبا کی صورت
نقطے جو تھے صفحے پر نمایان　　پیشانی حور پر تھی افشان
قد تھا کہ الف ذقن تھا یا قاف　　مرکز شکن جبین شفاف
حرفون کی کشش وہ لطف دکھلائے　　خاطر کی کشیدگی پہ حرف آئے
مطرب سے بھی یون نہ کھنچ سکی ساز　　یون یار نہ کھینچے دامن ناز
کاکل سے نہ کھنچ سکے دل اسطرح　　تلوار نہ کھینچے قاتل اسطرح
بندش جو وہ دیکھ پائین معشوق　　چوٹی کو نہ سر چڑھائین معشوق
طرز اوسکی جو سیکھے چست ہو جائے　　محرم کی ادا درست ہو جائے
الفاظ جو شوخیان دکھائین　　دیدے گھونگھٹ مین منہ چھپائین
حسن خط چہرہ عارضی ہے　　شان اور سواد نامہ کی ہے
دیوانہ نہین کہ زلف جانون　　ہان وصل کی شب کہو تو مانون
مطلب ہوا خط سے حاصل اُسکا　　ہمت کی طرح بڑھا دل اُسکا
حرفون سے کھلی کشش کی تاثیر　　خط پڑھکے کیا جواب تحریر
اے مایۂ عیش خستہ حالان　　وے بال و پر شکستہ بالان
اے عقدہ کشاے خواہش دل　　وے رہبر شوق تا بہ منزل
اچھی روش کشش نکالی　　خط کیا بھیجا کمند ڈالی
کیون جی مجھے چاہ کچھ نہین ہی　　کہدو واللہ کچھ نہین ہے

ہان بات کی پیچ پر آ ہی جاتا
جھوٹی قسم آج کھا ہی جاتا

منہ پر کہو تو جواب دون مین
منہ چوم لون اور کیا کہون مین

کیا شوق وصال کا جتاتا
گیسو سے بڑا ہے یہ فسانا

گلزار کی راہ جو بتائی
کی صورت خضر رہنمائی

اس مہر کا شکر ہو کہانتک
ہو شام تو پہنچون مین وہانتک

رخصت کی تھی منتظر زن پیر
خط پا کے کمان سے بنی تیر

مانند نسیم سن سے آئی
نامہ گلشن کے پاس لائی

اوس شمع نے ہٹ کے انجمن سے
خط پڑھ کے چھپایا یاسمن سے

وہ جل گئی دوڑی تاؤ کھا کر
یہ ہنس پڑی بھاگی منہ چڑھا کر

بگڑی ہی تو بنایا دل لگی سے
روٹھی تو منا لیا ہنسی سے

سب پردہ درون سے آہ کر کے
نامہ دیا چھیڑ چھاڑ کر کے

جو آنکھین خیال یار مین تھین
اب شام کے انتظار مین تھین

صورت کا بناؤ بھی یہ رکھا
منہ پیار سے آرسی پہ رکھا

لب پان سے لال ہو کے بولے
دل دے ہمین پہلے بوسہ جو لے

شانہ شوخی سے سر چڑھا تھا
گویا چوٹی کا آشنا تھا

دکھلا کے وہ شکل پیاری پیاری
آئینے کی آبرو اتاری

کنگھی چوٹی کے بعد بہت
بھاری جوڑا اجاڑ رکھا

چوٹی پہ شجر کی دام رکھا
چھپکا گلے کو شام رکھا

دکھلاتا تھا سیس پھول سر پر
جگنو شب تار مین شجر پر

ٹیکا زینت کا زیب سر تھا — افشاں کا ستارہ اوج پر تھا
گھنگھرو چھپن چھپن بجائے اوسنے — سوتے فتنے جگا لئے اوسنے
تھا گرمی حسن کا عجب رنگ — سائے سے بدن کے موم ہو سنگ
کشتہ ہو آئینے کا پارا — فی النار ہو جو کرے نظارا
وہ تار نظر کا رخ پہ ہو حال — ہو نبض مریض تپ کا جو حال
لیں گال چراغ سے چراغی — سورج کو کریں جلا کے داغی
دیکھا وقت زوال غم ہے — دن صورت عمر پیر کم ہے
چڑیوں کیطرح اوڑیں مکاں سے — آئیں گلزار میں وہاں سے
شہزادہ بھی مست شوق آیا — دیکھا جو وہ باغ کھلکھلایا
تپتے گالوں کو زرد کردیں — خورشید کو گرد برد کردیں
بلبلیں جو دکھائیں جال اپنے — معشوق چھپائیں بال اپنے
ہوں پھول ہزار چاک دامن — یوسف کی مثال پاک دامن
موسی کا عصا شجر سے جھک جائے — عیسی کا نفس ہوا سے رکجائے
خاک چمن ایسی پر تکلف — جس خاک سے تھا خمیر یوسف
کوثر سے ہے قول حوض آوکیا — ترے پانی کی آبرو کیا
انسان جو تہ درخت ہو جائے — سرسبز نہال بخت ہو جائے
چشم دلبر ہر آشیانہ — پتلی کہے مرغ کو زمانہ
گردوں تھا کہ دو الست انگور — دانوں میں نجوم کی طرح نور
چتوں کی ادا نظر سے گذری — برچھی کی انی جگر سے گذری

یان پردہ چشم ہو گئی شرم
یان جھک کے نظر زمین پہ پہونچی
انگلی یہان گال پر ادا سے
یان تارنہ سے بُت کیطرح لب سُن
چھیڑا تو نہ لائی تاب آخر
بولی یہ تو اوسکے بڑھ چلے ہاتھ
یان دلمین ہوس کہ کھیلون چھوٹین
دامن جو چھوا سمٹ گئی یہ
بوسہ جو طلب کیا کہا واہ
دیکھے کوئی انکے شوق کا حال
عزت پہ کسی کی چاہے حرف آئے
سسکی بھرنے سے کچھ نہ ہوگا
نکلے نہ صدا الیس اب دہن سے
مین بُت نہین لیتے ہو قدم کیون
کیونکر ہان پھر تو ہاتھ چھوڑو
ہاتھ اور طرف بڑھے صین نہ ہرگز
منہ چومے سے کیا ملیگا کیون جی
ہونٹھون پہ یہ دانت ہان مین سمجھی
منہ دھو آؤ وہ نہر ہے جاؤ

پہلو وہان شوق نے کیا گرم
وان چشم ہوس جبین پہ پہونچی
وان چاہ کا جوش ہر ادا سے
وان ساز کا راگ میل کی دھن
ٹوٹا قفل حجاب آخر
قدمون سے کمر پہ چڑھ چلے ہاتھ
لب پر کہنے کو ہاتھ ٹوٹین
آنکھین دکھلا کے ہٹ گئی یہ
کیا جلد مزے مین آئے واللہ
ٹپکے پڑتے ہین جسطرح رال
جوبن انھین لوٹنے کو للچائے
اُف اُف کرنے سے کچھ نہ ہوگا
چڑیان اوڑ جائینگی چمن سے
نادان نہین دیے ہی ہو دم کیون
آنچل کی نہین بدی ہی چھوڑو
یہ پھول ہتھے چڑھے صین نہ ہرگز
مصحف ہے خدا ملیگا کیون جی
چوسو گے مری زبان مین سمجھی
گھر بھول گئے وہ شہر ہے جاؤ

دیکھو دیکھو نظر کہان ہے
کیا ڈھونڈھتے ہو کمر کہان ہی

اس زلف کے پیچ مین نہ آنا
اوچھے تو برا ہے مار کھانا

مریم کی قسم ہون پاکدامن
چھونے نہین پائی خاک دامن

مجھ پر ابھی حق نہین تمہارا
کیا غیر پہ غیر کا اجارا

کھٹکا تھا کہ بھید کھل نہ جائے
ایسا نہو پھول کھلکھلائے

نرگس دیکھے تو کیا عجب ہے
سوسن نہ کہے یہ کیا غضب ہے

بیدار نہ سبزہ باغ کا ہو
شمشاد نہ تاک مین کھڑا ہو

کانٹا نہ کہین خلش نکالے
سنبل نہ کہین بلا مین ڈالے

پتّے نہ کہین پتا بتا دین
چڑیان نہ کہین خبر اڑا دین

بدلے نہ یہ موج ادھر کی کروٹ
چونکے نہ حباب پا کے آہٹ

غنچے نہ چٹک کے گل کھلائین
لُو پا کے نہ لے اوڑین ہوائین

لب نہر کے کچھ سیئے نہین ہین
چشمے کمبخت دوربین ہین

دیوانون پہ کیا کڑی پڑی تھی
کچی اس عیش کی گھڑی تھی

چل نکلے ادھر ادھر وہ گرو
دو سمت بڑھے برنگ گیسو

آئے تو تھے دونون صبر کیطرح
روتے گئے لیکن ابر کیطرح

جرات ملنے کی شب کو کب تھی
سُرخاب کی رات اونکی شب تھی

ماہ عالم کا رستی جاتا - ایک امیر کی بیٹی کا دل آنا -
یاسمن کا خبر پانا - باغ مین ملکے ماہ عالم کو چلی کٹی سُنانا -

رندون کو کہان قرار بے مے — ہونٹھون پہ ہے جان زار بے مے

ساقی لاتا ہے جنون خیز — ہے جوش بہار وحشت انگیز

اک صبح تھی چاک جیب شامت — یا جلوۂ عارض قیامت

وہ مہر فلک کہ چشم حاسد — وہ رنگ شفق کہ خون فاسد

دنیا کی ہوا تھی یاد سرد — بلبل کی صدا کہ نالۂ درد

شہزادے کو آئی سیر کی لہر — آیا گلشن مین صورت نہر

کانٹون مین جو اوڑکے دامن اوسکا — دل اوسکا شگون بد سے کھٹکا

سمجھا کوئی بیکلی بدی ہے — بیرنگ ہوا کچھ آج کی ہے

پھولون پہ نظر پڑی تو دیکھا — انگارے دہک رہے تھے گویا

نرگس کی نظر تھی اوس سے ٹیڑھی — ہر شاخ شجر تھی اوس سے ٹیڑھی

شمشاد کو کچھ کشیدہ پایا — ماتم کے لباس مین تھا سایا

طائر لگے بولنے کڑے بول — ننھی سی زبان پر بڑے بول

چل پھر کے نفس کیطرح کچھ دم — کوچ اوسنے کیا برنگ شبنم

رستے مین تھا اک امیر کا گھر — کوٹھے پہ کھڑی تھی اوسکی دختر

گالون پہ بہار رنگ کے دن — جوبن کا اوبھار امنگ کے دن

چھٹکائے ہوے تھی بال ظالم — پھیلائے ہوے تھی جال ظالم

چتون تھی چڑھی ہوئی ادا سے — کاکل تھی بڑھی ہوئی بلا سے

بل کھائے کمر پہ ہاتھ رکھے — جو دیکھے جگر پہ ہاتھ رکھے

لب ہلکے جو معجزہ دکھائین — چڑیان انگیا کی جان پائین

آنچل اڑ اڑ کر ہوا دے
آنکھون سے جو وہ کرے نظارہ
گیسو جو سر کشاکش آئین
ہو چاہ ذقن کی اسقدر چاہ
عیسیٰ جو بلائین عمر کے دن
افتاد کی بات پڑ گئی آنکھ
برچھی پڑی دل پہ وان ادا کی
وان شیشۂ صبر گر کے ٹوٹا
بے دل اوسے کر کے اسنے لی راہ
کیا نخل ہوس نے پھل دیا حیف
کیون دار گیا نظر کا خالی
کیون میرے کرشمے نے نہ ٹوکا
کیون راہ نہ مانگ نے بتا لی
کیا پیچ تھا جو رہے کنارے
پہونچی جو نہ پہونچی بس نہین تھا
آنچل تیری ہوا نہ پہونچی
چالون کی ادائین دلمین بھر لین
رخ پہ زردی لبون پہ نالے
تنہائی مین داغ لے کے بیٹھی

کلیان پاجامے کی کھلا دے
پتلی کو جلا دے ہر اشارہ
دل کو پہلو سے کھینچ لائین
یوسف کہین مین گرونگا واللہ
بالون سے بڑھین کہان ٹھکین
تقدیر کا کھیل لڑ گئی آنکھ
بجلی گری سر پہ یان بلا کی
یان دامن ہوش اڑ کے چھوٹا
یون کہنے لگی وہ کھینچکر آہ
مین رہ گئی یار چلدیا حیف
کاکل نے کمند کیون نہ ڈالی
رستا تھمرے نے کیون نہ روکا
کیون زلف نہ بڑھ کے کھینچ لائی
گیسو نہ بڑھے تھے سنوارے
مانا اسے دسترس نہین تھا
چھاگل تیری صدا نہ پہونچی
پائلون کی بلائین اپنے سر لین
وعدے تھے کہ کون سنے پیالے
کونے مین چراغ لے کے بیٹھی

سمجھانے لگین خواصین اسکو
بلبل ہے یہ شاہ کے چمن کا
ایسی تو نہین تھی باولی تو
یہ رنگ نہ کوئی رنگ لائے
سُن - مار نہ کھائے تو تو کہنا
کیا عقل سی چیز تونے کھوئی
جو چیز ہے دور دسترس سے
آب آئینے کی نہ تر کرے لب
کچھ کھیل نہین ہی عشق کی لاگ
چار اپنے پرائے کیا کہین گے
یہ آکے کہیگی کیا سڑن ہے
دین ساتھ نہ وقت بد پرا حباب
تو بھول نہ ہمکو پاکے ساتھی
انکو پہلو بدلتے کیا دیر
سنتی بھی ہے یا نہین ادھر دیکھ
رنگت مین ہی فرق رات دنکا
یہ تیل اور یہ بدن کی زردی
ہے حسن کے دیس مین یہ معیوب
منھ تیرے یہ آرسی لگی ہے

برباد نہ اس ہوا مین تو ہو
جوڑا یہی گل ہے یا سمن کا
کیون شرم کو دھو کے پی گئی تو
اس چال سے چوٹ تو نہ کھائے
جی ہار نہ جائے تو تو کہنا
کیا چاہ مین آبرو ڈبو لی
ہاتھ اوس پہ پڑھا نہ تو ہوس سے
کیونکر ہو عصا کی شام سے شب
پانی نہ سمجھ یہ آگ ہی آگ
تھوکین گے برا بھلا کہین گے
وہ جا کے کہیگی بدچلن ہے
درد آنکھ مین ہو تو آئے کب خواب
پیتے ہین فقط ہوا کے ساتھی
چل نکلی ہوا تو چلتے کیا دیر
اپنی صورت کو ک نظر دیکھ
قد پیڑ سے ہو گیا ہے تنکا
مینا سو سنے یہ لاجورد ی
پاپوش سے ہو جہان مین خوبی
سچ بولیگی صاف اسکا جی ہے

اچھا سر دست اسی سے تو پوچھ
تو کچھ نہین اپنے جی سے تو پوچھ

وہ حسن کا روپ اب نہین ہی
کھول آنکھ کہ دھوپ اب نہین ہے

بیماری چشم ہے بہانا
منظور نہین نظر اوٹھانا

پھر کہہ تو وہ سخن نہین ہی
ہان کہا تو تبسم دہن نہین ہی

اوٹھنے نہین پاتی بار غم سے
یہ لے کمری کا عذر ہم سے

منھ کھول نہ جی سے تنگ تو ہو
ہنس بول تو کیون یہ گفتگو ہو

کام آئے نہ غم ہنر نہین ہے
پھل دے نہ جنون شجر نہین ہے

بولی وہ کہ بس بڑا ہو نہ دیکھو
کیون بکتی ہو سر چڑھو نہ دیکھو

جلتی ہو نہین تو جلنے دو جاؤ
ٹھنڈی رہو تم چلو ہوا کھاؤ

جی لے کے یہ چاہ آبرو لے
صورت کیا خواب ہے کہ بھولے

آگے آنکھون کے شامت آئی
قد کے چلتے قیامت آئی

اب کیا کہون دام زلف کیا ہی
اس سر کی قسم بڑی بلا ہے

بیدل مجھے جالو جاؤ جاؤ
دل زلف سے مانگ لاؤ جاؤ

رخ پھیرون خیال سے یہ مشکل
رخ ہون کسی چال سے یہ مشکل

تقدیر مین رنج جھیلنا ہے
جو کھیل بد اپنے کھیلنا ہے

پتائین وہ دیکھکر بُرا رنگ
چٹکین غنچے سے ہوکے دلتنگ

سب داہنے بائین کٹ کی بیٹھین
سنگت چھوڑی سمٹ کی بیٹھین

مان باپ کی بات بھی نہ مانی
خود رائے تھی خودسری کی ٹھانی

بیٹھے بیٹھے اوٹھا کے خامہ
آخر اوسنے لکھا یہ نامہ

اے رہرو دبرق خرمن ہوش
وے زلف سیہ سے دام درویش

اے غافل جذب نقش پا ہے
وے قابل قلب ہر ادا سے

کس منھ سے کہون ضرورت اپنی
دیکھو تم آپ صورت اپنی

سنتی ہون کہ دل پھنسائی ہو تم
زلفون کی کشش سے آئی ہو تم

ہمدرد ہو درد بان لوگے
ہے درد کہان یہ جان لوگے

مین کیا کہون سرگذشت غم کی
مہمان ہے جان ایک دم کی

چلنے نہین پاتی ناتوان ہون
نبض بیمار نیمجان ہون

جلتا ہے یہ خاک لائے تاب آج
دل سیخ نفس پہ ہے کباب آج

رکھے کوئی جو آگ پر بال
دیکھے مرے پیچ و تاب کا حال

دل یون ہے بے چین جیسے پارا
دم یون چلتا ہے جیسے آرا

حالت نہین کچھ مرے بدن مین
مین ہون کہ نہین ہون پیرہن مین

طعنون کی زبانین چل رہی ہین
یا مجھپہ سنانین چل رہی ہین

پاس آئی جو کوئی بھولی چوکی
شاکی ہوئی مجھ سے میری خو کی

یہ قہر سے منھ کو کھولتی ہے
وہ زہر کے بول بولتی ہے

کیا وقت ہے کیا گھڑی ہے کیا دن
دشمن بھی نہ دیکھے یہ برا دن

جب دیکھیے انکو ہین یہ پُرغم
آنکھون سے ہے ناک مین مرا دم

ضد رکھتے ہین مرے ساتھ کمبخت
ٹوٹین کہین میرے ہاتھ کمبخت

دانت اور بھی کھائے ڈالتی ہین
ہونٹھون کو چبائے ڈالتے ہین

آرام ملے جو دل ملا جاؤ
آجائے قرار تم جو آجاؤ

لکھ پڑھ کے خواص سے کہا جا ۔ خط دیکے جواب لے کے آجا

وہ چلکے ہوا کی طرح پہونچی ۔ فکر شعرا کیطرح پہونچی

نامہ دیکر کہا وہ بیمار ۔ ہے ریشۂ خامہ سے سوا زار

قربان گئی مین کہنے والی ۔ تو کہدے شکن شکستہ حالی

نقطو تم خال خال کہدو ۔ دل کے داغون کا حال کہدو

رنگت کہین نام کو نہین ہی ۔ سادہ کاغذ ہے یا جبین ہی

کھانے کو کہین تو منہ نہ کھولے ۔ ہم لاکھ بکین وہ کچھ نہ بولے

کوٹھے پہ کھڑی ہے تو کھڑی ہے ۔ کونے مین پڑی ہے تو پڑی ہے

چھائی جو کھلی ہوا سے کھلجائے ۔ چوٹی جو کھلی بلا سے کھلجائے

تارے گن گن کے رات کاٹے ۔ کوئی بولا تو بات کاٹی

دل اوسکا بھر آیا پڑھ کے نامہ ۔ جاری ہوئے اشک مثل خامہ

بولا وہ کہ چپ یہ کیا ستم ہے ۔ کھلکر لون سانس کب یہ دم ہے

جانے آنے سے جان مجبور ۔ مین آپ مین آؤن یہ بھی ہی دور

پہلو مین جگر کہ مین ہون گھر مین ۔ پتلی مین نظر کہ مین ہون گھر مین

نکلون کہین یہ ہوس کہان ہی ۔ پہونچون یہ دسترس کہان ہے

یہ ساز نہ لائے راگ کوئی ۔ بھڑکائے نہ جل کے آگ کوئی

گل پھولے نیا لتو بار ہو جاؤن ۔ کھٹکون آنکھوں مین خار ہو جاؤن

سب گرد ہو جتنی خاک چھانی ۔ مٹی مین ملے یہ جانفشانی

مایوس خواص واپس آئی ۔ قسمت کا لکھا جواب لائی

دور وہ کے کہا وہ حال سارا — برچھی ماری کہ تیر مارا

سینے کو بدا اکھاڑ داغ غم کا — تارا بخت جنون کا چمکا

ٹکڑے کیے گل سے پیرہن کے — کانٹے ہوے رونگٹے بدن کے

بگڑی تو بنت سے ہٹ گیا جی — چولی پھاڑی کہ پھٹ گیا جی

چھوڑی محرم کی پاسداری — نوچی کُرتی کی بیل ساری

پھینکا جھٹکی کو نکل کے اوسنے — بچّے کو چلا یا جل کے اُسنے

کانٹا ہوا گوکھرو نظر مین — چھٹکائے ستارے ساری گھر مین

آئی جو بلائے شام فرقت — لائی شب تیرہ رنگ قسمت

توڑی اوسنے حیا کی زنجیر — سوچی کہ چلون مین تن پہ تقدیر

افسوس آنکھون کا دیکھنا ہے — کاکُل کو مین سنتی ہون رسا ہی

کرلی تھی جو زور ناتوانی — آنسو سکھلاتے تھے روانی

پہونچی اپنے حبیب کے پاس — بیمار گئی طبیب کے پاس

سوکھے ہوے ہونٹھ رنگ رخ زرد — بیٹھی سر فرش صورت گرد

ہاتھا پکڑے تھی سر جھکائے — ڈر کے مارے نظر جھکائے

آفت اِسکو عذاب اوسکو — غیرت اِسکو حجاب اوسکو

پوچھا تجھے کون اوبھار لایا — بولی دلِ بیقرار لایا

چونکی تو بدل گئی کہ چوکی — توبہ کیا مینے گفتگو کی

دل آپکے پاس مجھ سے کیا کام — بیدل کیا رکھے دل پہ الزام

بولا وہ کہ چھوڑ یہ کمی ذہن — سہم ہو نہ یہ چھیڑ چھاڑ اری سُن

کیون تو درِ فتنہ کرتی ہے باز
مین ساز کرون محال ہے یہ
ایسا ہی جو راگ لائیگی تو
گر مین تری بندگی بجاؤن
جل کر بولی کہ اُف ری گرمی
کیا کھائی ہے یہ قسم کسی سے
وہ جلکے ملال دین تو کیا ہو
ہان مین سمجھی بہت حسین ہین
کیسی ہے خطا معاف رنگت
تلِ رخ پہ کہ قاب پر مگس ہے
ہان ہان مری بات سنیے کیون آپ
بولا وہ کہ بس سلام میرا
پیاسی ہی رہی نہ آب پایا
ملنے پہ بھی مل سکی نہ مجبور
کچھ زلف نے کی نہ سر پرستی
آنکھون نے فسون کا زور کم تھا
کچھ بس نہ چلا تو چپ ہوے لب
سوچی وہ کہ ان تلون نہین تیل
آئی اتنے مین اک زنِ پیر

سُن لے نہ صدا کوئی در انداز
بیجا تیرا خیال ہے بہنہ
یہ دیس اِک دن چھوڑ جائیگی تو
ٹھپّے گا تا پلٹ کے جاؤن
کاش اس دلِ سخت مین ہو نرمی
چھوٹون نہ ملین گے ہم کسی سے
گھر سے جو نکال دین تو کیا ہو
دُبلی نہین کیسے ناز نین ہین
دھویا کپڑا کہ صاف رنگت
اِس سے یہ کُھلا کہ ادنین رس ہے
گُل چھوڑ کے خار چنئیے کیون آپ
جیئے گھر جا کے نام میرا
سوکھا سا کہا جواب پایا
نزدیک پہونچ کے رہگئی دور
قد کی نہ چلی دراز دستی
بس نام کو پتلیون مین دم تھا
مُنہ نے کہا بات کھوئے کون اب
سمجھی کہ منڈھے چڑھے نہ یہ بیل
لائی تھی وہ یاسمن کی تحریر

آنے کو تو آئی دم کی صورت
گھنگھرو کی صدا سنی جو چھن چھن
صورت دیکھی تو پھٹ گیا دل
بولی وہ کہ لائے یہ نیا راگ
آتی ہی پھری نفس تھی گویا
خوب آگ لگا لی جل کے اوسنے
بولی کہ وہاں ہے مرچین اور
گھر مین بہم اور جدا تھے اسطرح
ہوش اوڑ گئے یا سمن کے تن سے
ہونٹھ ایسے چبائے اوسنے پیہم
رنگت ہوئی تاؤ کھا کے کالی
بیچین ہوئی جو چوٹ کھا کر
زلفون سے ہوا جنون اوسکو
دیتا تھا جو داغ چاند تارا
چھاتی پہ پیٹ تھی کی جو تمنی
ہولی جو تھے زلف مشکسا مین
بگڑی چمکی تو جل بجھا جی
مین کسکو دکھاؤنگی سنگار اب
پھٹ جائے یہ مانگ میرے اللہ

گھٹکے سے رکی قدم کی صورت
بدظن ہوکر بڑھی وہ چپ سُن
آنکھین ملتے ہی پھٹ گیا دل
بگڑے گئے آپ کھیلتے پھاگ
چلاتی گئی جرس تھی گویا
بس بو دیا زہر اوگل کے اوسنے
خاتم ہے وہی مگر نگین اور
سینے مین دل و جگر ہین جسطرح
جسطرح ہوا ہو یوچمن سے
یاقوت سے سنگ گئے وہ نیلم
ظلمت سے گئی شفق کی لالی
بجلی سی گری وہ تلملا کر
مہندی نے رولا یا خون اوسکو
سرکاتی تھی تا کرے کنارا
پتھر سے گران تھی اوسکی سختی
بیچارے یتیم تھے بلا مین
بولی کہ چلا نہ بس مرا جی
جھومر نہ ہو میرے سر کا بار اب
ڈھونڈھے نہ کہین اسے ملے راہ

گردن مری چھوڑ چکیلے رہی تو
ہنسلی نہ کیون جیا ہو گئی جاے
ہاتھون کو ہین جو بہو دستیان خاک
کہدے کوئی منہ کڑے تو لگین
زنجیر ہے سلسلہ جنون کا
کیون ہے مرے ساتھ او چلی بند
یہ بالیان جاکے اپنا جی کھائین
ہاتھ آج جو کنگنون سے چھوٹین
انگون کو لگاؤن آگ جلجائین
صدقے کرون بچھڑی کو کھا جاؤن
بانکین کیا ہین کٹاریان ہین
مین پیچ مین اسکے اب رہون کیون
پڑتی ہے جگر پہ چوٹ اسنے
آخر ماتھے سے میرے چھوٹا
اِس نے مرا جی جلایا ہے آج
پازیب کو جی سے اب اوتارون
یہ پھول بدن کو ہوگئے خار
جھالون سے دل آج بھر گیا ہی
جھومر اب گر گیا نظر سے

کیون ہو کے بلا گلے پڑی تو
میرے چھنگے مین آرسی جاے
چھتے واللہ ہوگئے بار
بس چپ رہین اب چھڑی نہ بولین
بجلی نے بدن تمام پھونکا
ہٹ چھوڑدے ہاتھ او چلی بند
کس کام کے پتّے بھاڑ مین جائین
پھر مین پہنون تو ہاتھ ٹوٹین
ٹھکراؤن کہ چھاگلین نکلجائین
دانتے وانے کو مین چبا جاؤن
بندے کہ سبک تھے اب گران ہین
کڑیان زنجیر کی سہون کیون
کنٹھا پتھر ہین لعل ہیرے
ٹیکے کا نصیب ابتو پھوٹا
بجلی پہ الٰہی گر پڑے گاج
پاپوش پہ گھنگھروؤن کو مارون
جیتی ہون تو پھر نہ پہنونگی ہار
لٹکن جی سے اوتر گیا ہے
بھاگون دیکھون جو میل بھرے

ایسی وحشت سے خاک اوڑا ئی
کاکل کہتی تھی کیا بلا ہے
او ٹھبن جو ہوئی برنگِ سنبل
جی رشک کی آگ سے جلائے
ٹہلی سے جبین ادھر اودھر وہ
شہزادہ جو بے حواس آیا
بوسے کو بڑھا تو ہٹ گئی وہ
دھمکانے لگی کہ او نظر بہید
بولے جو زبان ابھی نکالون
گھونگھٹ نہ ہٹے حیا خبردار
آمیرے حجاب دے مرا ساتھ
اونچا ہو جو سر ٹپک کے پھوڑون
یہ شکل نہ بن پڑے تو کیا ہو
طاقت تو جی سبنھالے رہنا
لب شہد کے بدلے ہون سم رقت
خوا و نسے بگڑ کے پھر نہ بنتا
بولا وہ کہ یہ عتاب کیون ہے
پھیرے بھی ہو منہ چھپائے بھی ہو
منھ سے نہیں بولتے ہین معشوق

نیچے کی زمین اوپر آ ئی
منھ تکتی تھی آرسی کہ کیا ہے
گھبرا کے گئی چمن کو وہ گل
مانند چراغ لو لگائے
کچھ دیر پھری لبشکل مردہ
آئینہ سا منھ کے پاس آیا
رستے پہ نہ آئی کٹ گئی وہ
ہان ہان پتلی نہ دیکھ اودھر بھی
کاکل جو بڑھے تو مار ڈالون
انچل نہ اوڑے ہوا خبردار
چہرے سے نہ ہٹنے پائین یہ ہاتھ
نیچا اِسکو دکھا کے چھوڑون
اوسوقت کا رنگ دوسرا ہو
چتون برچھی سبنھالے رہنا
تلوار کا دم بنے دم اوسوقت
وہ لاکھ منائین تو نہ منتا
کچھ خیر ہے اضطراب کیون ہی
تھامے بھی ہو سر جھکائے بھی ہو
آنکھین نہیں کھولتے ہین معشوق

آنچل ہان یونہین ڈالتے ہین
ہنسنا نہین لاکھ مین ہنساؤن
بولی تمھین کیا غرض ہماری
ترچھی سی نظر ملی کہو ہان
چھوٹے چھوٹے ہین گال کیون جی
اونچے قد کی ہین یا ہین چھوٹی
چہرہ کیسا ہے آفتابی
بنتی ہونگی سنورتی ہونگی
یہ سچ ہے کہ جھوٹھ سچ بتاتا
دل لائے تھے کیون اونھین کو دیتے
پیچھا چھوڑو کہین ٹلو جاؤ
چلنے لگے مجھ سے آگے گھاتین
لب پر لب کا مزہ ابھی ہے
سینے سے ملا ہے خوب سینا
آنکھین اونسے بہت لڑی ہین
اُلفت کی ہوا پلٹ گئی جلد
دیکھو تو بدل گئین وہ آنکھین
مین دیکھتی ہون نظر ادھر ہے
بولا سب جھوٹھ بولی سب جھوٹھ

گھونگھٹ یونہین نکالتے ہین
تم پی جانا جو گدگداؤن
چھوڑ آئے کہان تم اپنی پیاری
پتلی سی کمر ملی کہو ہان
لمبے لمبے ہین بال کیون جی
ڈبلی پتلی ہین یا ہین موٹی
رنگت ہے سفید یا گلابی
باتین ہنس ہنسکے کرتی ہونگی
ظالم جھوٹی قسم نہ کھاتا
تم آئے تھے کیون اونھین کو لینے
سستی چھوٹی مین اب چلو جاؤ
اونسے چکنا ؤ جا کے باتین
رہ رہ کے زبان چاٹتی ہے
ملنے کا گواہ ہے پسینا
بیمار اوسی چوٹ سے پڑی ہین
گرمی کی رات کٹ گئی جلد
آنکھون کی قسم نہین وہ آنکھین
سمجھی ہان اونکا گھر اودھر ہے
ہم تم سیکھے ہین دونون اب جھوٹھ

اس چھوٹے کا ہے کہین ٹھکانا
ہے یہ تو وہی مثل مری جان
پاپوش سے پاؤن پر جو سر ہے
بوسہ للہ مانگتا خوب
تقدیر جہان لڑی وہین جاؤ
منھ دیکھنے کی چاہ مین نہ مالون
منہدی ہے تمہاری ملتے ہین طور
اتنا مرے پیچھے کیون پڑے ہو
اب دست درازیان یہ چھوٹین
سینے کی طرف یہ بدنگاہی
ہان ہان میری کمر نہ چھونا
بگڑا جو چلن بناؤ کب تک
دل خاک ملا تھا دلگی تھی
جاتا رہا داغ عشق کا جلد
تم آئے کہ دن پھرے ہین میرے
سمجھا کہ بدل گئی وہ صورت
لینے کا کوئی بہانہ ڈھونڈھو
ہو صاف جو اسکے دل سے شک جائے
اصرار زیادہ کیجیے کیون

تم نے کہا اور مین نے مانا
تو مان نہ مان مین ہون مہمان
دل کو تو ٹٹولو وہ کدھر ہے
اچھے یہ فقیر آئے کیا خوب
چھوچا لوٹ وہی جبین جاؤ
واللہ باللہ مین نہ مالون
منھ پر کچھ اور دل مین کچھ اور
دیکھو کوئی آیا ہٹ کھڑے ہو
پہونچا پکڑے تو ہاتھ لوٹین
چھاتی پھٹ جائے یا الٰہی
کچھ اور ادھر ادھر نہ چھونا
چلتی کاغذ کی ناؤ کب تک
بس چار گھڑی کی چاندنی تھی
مفلس کا چراغ تھا بجھا جلد
کسکا دیکھا تھا منھ سویرے
چھینٹون سے نہ جائے یہ کدورت
بگڑی کا کل تو شانہ ڈھونڈھو
کانٹا نکلے تو یہ کھٹک جائے
بارود کو آگ دیجیے کیون

یکجائی کا وقت دم کی دم تھا / وقفہ مثل شباب کم تھا
گلشن سے رواں ہوئے وہ اسطرح / چشم عاشق سے اشک جسطرح

ماہ عالم کا بیچین رہنا - اختر سے ماجرا کہنا - خط لکھکر یاسمن کو سمجھانا - آخر باغ مین ملکر صاف ہو جانا -

بے لطف یہ زندگانی ہے بے مے / ساقی للہ آج دے مے
بے نشہ کے دماغ ہے خشک / روغن جو نہین چراغ ہے خشک
وہ شب شب اول لحد تھی / وہ شب دشمن کا بخت بد تھی
الجھن جو تھی زلف سے زیادہ / تھا جان سے تنگ شاہزادہ
ایسا کلفت سے ماند تھا رخ / گویا بدلی کا چاند تھا رخ
یون ہوش اوڑے تھے اس بلا سے / جسطرح ورق اوڑین ہوا سے
خاموش رہا اوٹھائے گو رنج / راز اوسنے چھپایا صورت گنج
مہندی کا رنگ تھا غم دل / یا آتش سنگ تھا غم دل
ملتا نہ تھا دل کی آگ سے چین / ہوتا تھا دھوین کیطرح بیچین
اختر سمجھا کہ بات ہے کچھ / بھاری اسپر یہ رات ہے کچھ
پوچھا نہین سوتے ہو کہان درد / شب کٹتی ہے روتے دل ہے کیون سرد
ہے کسکی خلش کا دل مین کھٹکا / کیا باغ سے کھا کے آئے جھٹکا
ظاہر کیا حال بدگمانی / القصہ سنائی سب کہانی
بولا وہ کہ جی نہ ہار جاؤ / افتاد ہے پڑ گئی اوٹھاؤ

بے چین کو چین آہی جائے
گندلا پانی ٹھرا ہی جائے

کیا نخل خزان ہرا ہو پھر
بیمار کو کیا شفا نہ ہو پھر

ہو آپ ہی آگ سرد آخر
بیٹھے خود اوڑ کے گرد آخر

اتنا دم لو کہ رات کٹ جائے
پو سے پہلے جگر نہ پھٹ جائے

اوڑ جائے خبر تو دور کیا ہی
دیوار کے کان ہین سنا ہی

کہتے سنتے جو شور ہو جائے
اندھیر ہو یار مجبور ہو جائے

جی مین جی کی رہے تو بہتر
یہ آگ دبی رہے تو بہتر

سر تیغ سے منہ سے بات کاٹے
کیونکر کوئی غم کی رات کاٹے

جب جوش جنون بہت ستاتا
اپنی دھن مین غزل یہ گاتا

غزل

آئے ترے منانے والے
دیکھ او آنکھین دکھانے والے

کیا جانین اوجھین پڑھائین کیا کیا
او لٹی پٹی پڑھانے والے

جھگڑے کو بڑھا نہ مثل گیسو
او گیسوون کے بڑھانے والے

یہ جان سے مارتے ہین بے موت
جلاد ہین اس زمانے والے

اللہ ری داغ سر کی سوزش
بیٹھے ہٹکر سرہانے والے

جلنے ہی کے واسطے ہین دسوئے
ٹھنڈے رہین جی جلانے والے

غم چپک جاتا جو ہم سے اے شوق
ہوتے دو چار کھانے والے

جب چاک کیا سحر نے دامن
سورج ہوا مثل داغ روشن

صدمے کیطرح اوٹھا کے خامہ — رو رو کے رقم کیا یہ نامہ

اے مردم دیدۂ ضرورت — دے مصقل شیشۂ کدورت

اے نشۂ کبر حسن سے مست — دے چین جبین سے تیغ در دست

آئینہ ہے میری تیرہ بختی — پتھر کا ہون جو اوٹھائی سختی

دن مین سو بار ٹوٹتا ہے — دل توبہ رند ہو گیا ہے

قسمت مین تھا کھیل کا بگڑنا — نردون کی طرح بد اتھا لڑنا

یہ ساتھ مگر کبھی نہ چھوٹے — ایسا جگ جیتے جی نہ پھوٹے

دل مہر کا ہر طرح ہے جویا — یہ ہے گل آفتاب گویا

آئینے پر آئے گر کدورت — پیش آئے صفائی کی ضرورت

اٹکے جو گرہ تو کھول ڈالین — کھٹکے کہین خار تو نکالین

مشکل ہے علاج بدگمانی — ہوتا نہین صاف بند پانی

آنے کو جو کوئی آئے ڈر کیا — حبس گھر مین ہوا نہ آئے گھر کیا

آنکھون مین خیال آ ہی جائے — دل ہو تو ملال آ ہی جائے

جانا آنے کی ضد ہے جانی — آئی ہے تو جائیگی جوانی

آئی بیٹھی چلی گئی وہ — مین کیا جانون کہ کون تھی وہ

وہ کیا اور اوسکی آرزو کیا — جھوٹے معاق کی آبرو کیا

بلبل کبھی ہے نہ زر کا طالب — پتھر نہ چنے ثمر کا طالب

چہرے کو لگایا ہو اگر ہاتھ — ہو حشر آتش پرست کے ساتھ

چھائی جو طلائی ہو تو جانی — پھل دے نہ مجھے مری جوانی

تل پر کی ہو جو بدنگاہی
دانہ نہ نصیب ہو الٰہی

چھوٹنے والا گھر کا ہو جاوے
بجلی گرے جلکے خاک ہو جائے

دل ہے کعبہ اسے نہ ڈھاؤ
اللہ کا گھر ہے ہاتھ اوٹھاؤ

ملنا چھوٹا تو کیا ملے گا
رشتہ ٹوٹا تو کیا ملیگا

جو حق نہ کہے خدا اسے پھر جائے
جو دم تمھین دے وہ جان جائے

مٹ جاؤن جو نام ہو تمہارا
کام آؤن جو کام ہو تمہارا

دل اوسکو جو دون تو جان لے لو
اس بات کی ہان زبان لے لو

زن ایک کہ عقل سے رسا تھی
اندیشے سے تیز رو سوا تھی

خط اوسکو دیا کہ لے کے جا تو
دلوالون کا سلسلہ ملا تو

لو لا کر جواب جلد لانا
پہلے میری اجل سے آنا

یون اوڑ چلی یاسمن کی جو یا
پر اوسکے لگے ہوئے تھے گویا

مانند بہار آکے پہونچی
غنچے مین ہوا بجا کے پہونچی

خط کھلنے مین تھا جو خوف غماز
پوشیدہ کیے تھی صورت راز

خلوت مین جب آئی شمع محفل
خط دیکے کیا جواب حاصل

لالی تو یہ انتظار مین تھا
مے کا پیاسا خمار مین تھا

کھولا تو کھلا کہ غم کٹے گا
دریا جو بڑھا ہے پھر گھٹے گا

سختی کے عوض جو پائی نرمی
بدلی ٹھنڈک سے دل کی گرمی

پہونچا خورشید جب لب بام
منھ پر چھٹکا لے کا کل شام

دم مین جبین تھے گھرون مین
گلشن کی ہوا بھری سرد نین

آپہونچے وہ اپنے اپنے گھر سے — جیسے طائر ادھر ادھر سے

دیدون سے طلسم شوق کھولا — خوب ان پلکون مین عشق تولا

ٹھہرا وہ خیال نقش برآب — رنجش ہوئی پچھلی رات کا خواب

جو نقش کہ پہلے دلنشین تھا — جز حرف غلط وہ کچھ نہین تھا

کھٹکا نہ رہا جو خار نکلا — دل صاف ہوا غبار نکلا

کلفت ہوئی سب ہنسی سے زائل — ظلمت ہوئی چاندنی سے زائل

شادی کا حال - عاشق و معشوق کا وصال

شیشے کی پری کو ساقیا لا — پھر بادۂ عیش سے پیالا

آئے پیمانہ آئے مینا — ناچے پیمانہ گائے مینا

کچھ دن جو بسر ہوئے اسی طور — جام مئے عیش کا ہوا دور

ایوانون مین شادمرد و زن تھے — میخانون مین جام خندہ زن تھے

پھولے نہ سماتے تھے گل باغ — تھی مست ترانہ بلبل باغ

کلیان مئے رنگ سے بھری تھین — یا عطر کی شیشیان دھری تھین

یون تھی ہر شاخ سر جھکائے — ہو جیسے دلھن نظر جھکائے

غنچون کا وہ چٹکے مسکرانا — پتون کا وہ تالیان بجانا

عشاق کے آگے گل جو پھولین — مسکی ہوئی چولیان وہ بھولین

سنبل کو کہین جو دیکھ پائین — لیلی کے بال لین بلائین

نرگس کی بہار چشم بد دور — اوترے نظرون سے دیدۂ حور

برگ گل تر پہ شبنم اسطرح
کر دین کا کل کو پیچ بیلین
بوٹے تھے کہ قد تھے چھوٹے چھوٹے
سب ہمسنین آئین یاسمن کی
کم سن بیباک شوخ خوشخو
گال اونکے کھلین تو پھول تیاّین
آنکھین بھونرون کیطرح کالی
گلزار مین لب جو گلفشان ہون
گوشے مین بیٹھا یا یاسمن کو
خلوت مین دہان خیال ہمدم
گھنگھرو وہان شور کر رہے تھے
گیسو وہان ابر گوہر افشان
کانون مین جڑاؤ وان کرن پھول
کاجل آنکھون مین وان بلا کا
چوٹی کے بناو کا وہان ڈھنگ
رخسارہ پہ تجلیون کی وان ضو
وان رنگ حنا سے دست پامال
وان چرخ پہ چاند سر پہ جھومر
وان جلوہ فروز چاند تارا

معشوق کے لب پہ دانت جسطرح
قسمت کا نکالین پیچ بیلین
سبزے سے نگاہ خط پہ لوٹے
کلیان تھین حسن کے چمن کی
بانکی ترچھی حسین گلرو
بال اونکے اوڑین تو سانپ لہرائین
قد یوچ ہے نارون کی ڈالی
پھولون سے نہال باغبان بن
پنہان کیا شمع انجمن کو
یان ہالۂ بزم و ماہ عالم
یان ولولے زور کر رہے تھے
دامن یہان مہر سان زرافشان
باتون مین یہان چمن چمن پھول
یان شوق نظارہ انتہا کا
سیلی کی بہار کا یہان رنگ
شمع عارض کی دل کو یان لو
چہرہ یہان پھول سے سوا لال
یان غیرت برق طرۂ سر
یان ہالۂ ماہ گوشوارا

وان نور تنون مین نور انجم — سر پیچ سے یان ظہور انجم

وان دانت مسی سے اختر شب — یان جوش کہ لب سے اب ملین لب

وان پردے مین چھیڑ اوسکی اسکی — یان دل مین ہوس لبون پہ سسکی

وان قصر جلا سے غیرت طور — یان فرش ضیا سے مطلع نور

وان حسن و شباب و غمزہ و ناز — یان جام و شراب و نغمہ و ساز

بن ٹھن کے براتی اور نوشاہ — سیارے چلے قمر کے ہمراہ

ہر سانڈنی آپ سے روان تھی — تیزی مین مزاج نوجوان تھی

آگے جو نظر قدم کی رفتار — کاتب بھولے قلم کی رفتار

ہاتھی جو دکھائین اپنی مستی — چھوڑین ہنوش مے پرستی

مے شرم سے آب آب ہوجاے — مستی آنکھون کی خواب ہوجاے

گھوڑے جو چلین ہوا نہ پہونچے — ابلق ایام کا نہ پہونچے

تلوار سے دم بڑھا ہوا تھا — آندھی سے قدم بڑھا ہوا تھا

نوشہ جو چلا سوار ہوکر — گردون نے پھرایا چتر سر پر

خورشید بھی ساتھ جلوہ گر تھا — پنچے مین شعاعون کا چنور تھا

ئین لوتی یہ وہ عزیز اخیار — گھوڑے ہاتھی فنس ہوادار

ڈنکا نوبت نشان سب ساتھ — لڑکے بوڑھے جوان سب ساتھ

دن گشت مین گذرا رات آئی — چلتی پھرتی برات آئی

از بسکہ ہجوم پیش در تھا — پلکون کا گمان آنکھ پر تھا

رستا نہ ملے جدھر نظر جاے — تھالی پھینکو تو سر ہی پر جاے

آتشبازی وہ رنگ لائی | چھوٹی مہتاب پر ہوائی

حاصل وہ ہوا انار سے لطف | پستان کے انار ٹھہری بے لطف

بات ایک نہ بن پڑی ہنسی | جیسے معشوق پھلجھڑی سے

چرخی لیلی کی چشم بیباک | چکر میں یا بخت قیس غمناک

قلعے یہ گمان بے ستون تھا | شیرین کا دہن تھا ہر بتاسا

ہتھ پھول سے پھول باغ کے گرد | گلدیوں کے گال رشک سے زرد

اونچے گئے اسقدر غبارے | کچھ بڑھ گئے آسمان کے تارے

رقصاں ہوئیں رنڈیاں وہ آکر | پریوں کو نچائیں گت بتاکر

زہرہ کو یہ چوٹ یہ جلن ہو | بیٹھے گاتی پھرے مگن ہو

بلبلیں گائے ہزار جی سے | منہ بند کریں وہ ٹکڑی سے

گل سے رنگیں قمر سے پرنور | خو سے نازک خبر سے مشہور

سنتے ہی وہ گھنگھروؤں کی جھنکار | ہونے لگے بخت خفتہ بیدار

تھا شادی وصل کا محل یہ | گانے لگیں تاچکر غزل یہ

غزل

رہنے کو ہی دل بھی اور جگر بھی | یہ گھر بھی ہی آپکا وہ گھر بھی

آنکھوں کی سیاہی اور سپیدی | دیکھو تو ہی شام بھی سحر بھی

لے جائیگا کون دل بچا کر | چھوٹی طرہ ہے زلف پر بھی

گھونگھر بالوں کے ہم بھی دیکھیں | او گیسوؤں والے آ ادھر بھی

سر ہی نہیں کاکلوں سے پرخم | لنگر سے لچکتی ہے کمر بھی

جھمکے کچھ ایسے گال تیرے	چکر مین ہے شمس بھی قمر بھی

در پردہ ہے تاک جھانک اے شوق
گھونگھٹ کی ہے کچھ تمھین خبر بھی

ایجاب سے تھا قبول کا ساتھ	چولی دامن کا ہو گیا ساتھ
شب کٹ کے بہت رہی جو تھوڑی	دو موتیون کی ملائی جوڑی
دونون نئے شوق مین تھے سرمست	ہاتھا پائی ہوئی سر دست
طالب مین کشش تھی انتہا کی	صحبت ہوئی کاہ و کہربا کی
نیلا ہوا ہونٹھ ایسا جوسا	عیسیٰ کو بنایا اوسنے موسا
بوسون سے کبود کر دیے گال	انگارون سے دود کر دیے گال
گھبرا کے جو ہوے وہ گل ہم آغوش	گھنگھرو ہوے کچھ سمجھ کے خاموش
دیکھا جو حجاب کا قرینا	کی شمع نے بند چشم بینا
دشوار دلون کا تھامنا تھا	شمشیر و سپر کا سامنا تھا
بستر پہ تھے دونون ماہ پیکر	زیر و زبر بیاض بستر
دونون مین تھی بحث علم مستی	کی دو ہے پہ الف نے پیشدستی
جھجکی سے تھی ماہی تپان سرو	سسکی سے نسیم بوستان گرد
یان گوہر مدعا تھا کف مین	وان تھے دُر بے بہا صدف مین
تھے شرط وفا مین دونون پکے	جگت ملکے اوڑائے پنجے چھکے
مے پیکے خمار تھا ضروری	کی نشے نے حیلکشون سے دوری
پھیلا جو وقت صبح کا نور	پروانہ ہوا چراغ سے دور

یاسمن کو لیکر ماہِ عالم کا وطن کی جانب سفر کرنا - رستی مین طوفان کے گھاٹ اوترنا

بدلی گلزار کی ہوا پھر
جاتی ہے بہار جام چل جائے
وہ نخل مراد کے چمن کا
چندے رہا آشنائے فردوس
غربت مین ہوا وطن کی آئی
بیچینی سے دل قرار بھولا
روشن کیا یاسمن پہ یہ داغ
ہے لطف حیات اپنے گھر تک
انسان جو ہوبے وطن تو کیا ہے
گرد اوڑ کے گریگی پھر زمین پر
چتلی کو نظر کبھی نہ بھولے
ہان باپ پہ کھولتا تھا مطلب
یون آئی ملال جیسے آئے
آنکھین نیچی اور اڑا ہوا رنگ
پوچھا تو کہا وہ قصۂ درد
بولے وہ کہ پھر وہ بولی بس کیا

میکش ساقی شراب لا پھر
ایسا نہو یہ ہوا بدل جائے
گلچین وہ بہار یاسمن کا
اب خار ہوئی ہوائے فردوس
اوس مرغ کو بو چمن کی آئی
پہلو مین جھولتا تھا جھولا
بولا مجھے اب ہے خار یہ باغ
شادابی برگ ہے شجر تک
دندان جو ہوبے دہن تو کیا ہے
پھر گر کے اوڑیگی شبنم تر
دم سینے کو جیتے جی نہ بھولے
کھنے کو چلی وہ صورتِ لب
فرقت کا خیال جیسے آئے
دل بڑھ کے دہان تنگ سے تنگ
بولی کہ دل اس ہوا سے ہے مرجھا
منہ کے رو کے رکے نفس کیا

بادل جو اوٹھا تو کون روکے | چھل نکلی ہوا تو کون روکے
سمجھے وہ کہ دم نکلنے پر ہے | اب یہ موسم بدلنے پر ہے
دن رات بنا نظر نظر مین | کانٹا سا کھٹکا جگر جگر مین
وہ خسرو ملک بیقراری | بولا داماد سے بہ زاری
رو بیٹھو نہ مرے حبیب ہو تم | بگڑو نہ مرا نصیب ہو تم
کیا دل ہے مگر کہ توڑتے ہو | کیا عیب ہون مین کہ چھوڑتے ہو
تم جان ہو جان جب جدا ہو | خاک اور کسی کا آسرا ہو
جانو جانو نہ جانو تو خیر | مانو مانو نہ مانو تو خیر
یان آب آنکھین وان جبین پر | یان منہ پہ نگاہ وان زمین پر
منہ دیکھ کے رہ گیا شہنشاہ | سمجھا کہ رکے نہ ابر کی راہ
کیا زور سفر پہ ہے اگر میل | کانٹون مین نہ اٹکے دامن سیل
جو کچھ کرنا تھا ساتھ سامان | سب کر دیا ہاتھون ہاتھ سامان
خالی کیا نور سے نظر کو | رخصت کیا جان کو جگر کو
روتے تھے ادھر کبھی لوگ ادھر بھی | پکڑے رہتے کمر بھی لوگ سر بھی
جلمن سناٹے مین پڑی تھی | حیرت زدہ اوٹ چپ کھڑی تھی
تڑپے آئینے اس ستم سے | چھاتی پیٹی گھڑی نے غم سے
تصویر جو جان پاتی روتی | ایسی روتی کہ جان کھوتی
ہاتھی پہ وہ شاہزادے کی بیج | چوٹی پہ پہاڑ کی تھا سورج
ساتھی اٹھنے کہ اللہ اللہ | پائے نہ ہوا نکلنے کی راہ

انبوہ کے بیچ مین محافہ | آہو کے شکم مین جیسے نافہ
بولا وہ کہ بولون منہ جو پاؤن | بوجھو تو پہیلی اک بجھاؤن
بولی وہ کیا کہا کہ افسوس | بولی یہ کیون کہا کہ مایوس
بولی کہ ہے کون ایسا بیدل | بولا وہ کہ جو کسی کو دے دل
بولی مین پا گئی اشارا | بولا تمکو جو ہو گوارا
آنکھین جو چوراؤن کیا کہیگی | معشوق ہون بے وفا کہیگی
ڈر تھا کہ نہ ہو تمھین تامل | کھٹکا تھا کہ خار ہو نہ وہ گل
جس وقت ملے نظر نظر سے | نیزے نہ چلین ادھر ادھر سے
اس چوٹ سے دم مرا نہ رک جائے | ٹھوکر سے قدم مرا نہ رک جائے
بولی کرو جو خوشی تمھاری | میری پیاری تمھاری پیاری
اب دل ہے برے خیال سے پاک | شیشہ میرا ہے بال سے پاک
خوش ہو کے چلا وہ مثل صرصر | جا کر دخت امیر کے گھر
پردہ در مدعا کا کھولا | نزدیک اوسکو بلا کے بولا
باہم جو ہون دو شجر تو کیا عیب | توام جو ہون دو ثمر تو کیا عیب
دو آنکھون سے منہ کی آبرو ہی | دو ہونٹھون مین کون گفتگو ہی
بولی وہ کہ سمجھی مین کہانی | بولا یہ کہ دیر کیا ہے جانی
نکلی گھر سے وہ عرش پایہ | ساتھ اسکے چلی برنگ سایہ
رشتہ الفت کا سب سے توڑا | اعضا کو بمشکل روح چھوڑا
طے کرتے ہوے منازل راہ | اک بحر پہ لوگ پہونچے ناگاہ

تھی حالتِ غیظ بسکہ طاری — دریا کے لبوں سے کف تھا جاری
لہر اور بھنور دکھا رہا تھا — شمشیر و سپر دکھا رہا تھا
آواز اوسکی سنے تو ڈر جائے — پانی دریا کا رعد بھر جائے
ہلکی پتّا سی ایک تھی ناؤ — جھولا جھولو جو اوسپہ چڑھ جاؤ
وہ یاسمن اور وہ ماہ پیکر — ناچار ہوے سوار اوسپر
قسمت سے چلی ہوا مخالف — کیا زور کہ بخت تھا مخالف
چوگان تھی ہوا تو گیند کشتی — تھی گاہ ادھر تو گاہ اودھر تھی
آخر چلکر ہوا کی صورت — ٹوٹی دل ناخدا کی صورت
دولھا تھا کہیں دُلھن کہیں اور — جان اور کہیں بدن کہیں اور
ساحل پہ وہ بیقرار سا تھی — کہتے سے تھے الٰہی کیا ہوا تھی
کچھ مُنہ سے بھنور نہ بولے چالے — ان مچھلیوں نے نہ کانٹے ڈالے
سوتے بھی نہ چونک اوٹھی خدایا — کف نے بھی نہ جال میں پھنسایا
موجوں کو نہ آئی چاہ کی لہر — کھنچے رہیں ہاتھ ہوگیا قہر
کچھ کی نہ حباب نے بھلائی — کام آئی نہ خاک آشنائی
ساحل کچھ لب سے تو ہی کہتا — کمبخت کنارہ کش نہ رہتا
کھلتا نہیں کچھ کدھر گئے وہ — کیا موت کے گھاٹ اوتر گئے وہ
دریا سے اونھیں نکالتا کون — طوفان میں پاؤں ڈالتا کون
ڈر سے لرزاں تھی موج آب آپ — حیرت سے تھا دم بخود حباب آپ

بہتے بہتے یاسمن کا دریا کے کنارے آنا - حاتم ملک

کا اوٹھا کر اپنے گھر لیجاتا

ساقی ترے آگے ہاتھ پھیلا
چھینٹون کی نہین بدی ہی ہی لا

بھر دے بھر دے پیالہ بھر دے
دل سرد ہی خوب گرم کر دے

گرداب کے طوق کی گرفتار
وہ یاسمن غریب و ناچار

تھی سبزۂ راہ فوج طوفان
بہتی چلی مثل موج طوفان

زینت دامان آب کی تھی
پتلی چشم حباب کی تھی

نیلوفر تھے وہ پھول سے گال
مار آبی تھے تر جو تھے بال

ہونٹھون کی تری اگر نظر آئے
عناب کا ہونٹھ خشک ہو جائے

آنچل سے خجالت اسقدر ہو
پھر دامن بادہ کش نہ تر ہو

پلکین دکھلا رہی تھین یکسر
سبزے پہ بہار شبنم تر

غفلت سے تھے دیدہ ہائے در بند
فتنے گویا کہ تھے نظر بند

وارفتہ ادھر تھی موج ادھر موج
لپٹی جاتی تھی تن سے ہر موج

بے وجہ نہ تھا بھنور کو چکر
صدقے ہوتا تھا گرد پھر کر

حد سے بڑھکر تھا شوق کا جوش
ساحل کھولے ہوے تھا آغوش

آخر اسی طرح بہتے بہتے
لہرون کے طمانچے سہتے سہتے

مردہ سی لگی کسی کنارے
چاہے جس گھاٹ بخت اوتارے

حاکم جو اوس دیار کا تھا
لپکا اوسکو شکار کا تھا

اوسدن اوسی رہگذر سے گذرا
یہ نور اوسکی نظر سے گذرا

دیکھا کہ بدن حجاب مین ہی
خورشید ردائے آب مین ہی

جلوہ ظاہر تھا جسم مستور
فانوس مین شمع بزم مین نور

غواص کیطرح ہاتھ ڈالا
دریا سے برنگ دُر نکالا

آہستہ سمیٹے بال اوسنے
کھینچا پانی سے جال اوسنے

حسن تمکین سے یہ ہوا حال
بس دیکھتے ہی ٹپک پڑی رال

کچھ سانس اوسکے بدن مین پائی
تھوڑی سی ہوا چمن مین پائی

لایا دولت کیطرح گھر مین
رکھا اوسے نورسان نظر مین

ٹھہرائی جو چشم ہوش کھولی
سہمی چلائی رو کے بولی

گھر والون نے حیف ساتھ چھوڑا
جگ لا کے کہان فلک نے چھوڑا

پنجے مین پھنسی ہون کسکی یا بخت
دیکھون ابھی رنگ لائے کیا بخت

شہزادے کی چوٹ رنج گھر کا
بدرنگ تھا رنگ اوس قمر کا

چھلکے چھوٹے تھے چلتی کیا چال
ملکر کف دست کرتی تھی لال

دل رنج سے بسکہ تھا فسردہ
ساکت تھی بشکل نقش مُردہ

بال اپنے وبال ہو رہے تھے
گیسو جنجال ہو رہے تھے

سب گرد ہوئی بہار عارض
تھا ضعف سے رنگ یار عارض

حاکم بیٹھا تو جل اوٹھی وہ
تاکا تو نظر بدل اوٹھی وہ

چاہا جو کرم تو قہر پایا
مانگی جو شکر تو زہر پایا

بردا اوسکو ہوئی چلا جو وہ چال
ایسا ہوا رنج کہ تنگ تھا حال

ساتھ والیون کا ترس کھانا۔ مان کو سمجھانا تا۔ آخر

مشتری کا قید کی زنجیر سے چھوٹ جانا

دنیا ہو یا نہو بلا سے
مے ہو میکش ہین جسکے پیاسے

مے ہے میکش کی زندگانی
جیسے مچھلی کی جان پانی

کچھ فکر بھی تھا کبھی کسیکا
کیا نام تھا مشتری کسیکا

ہان وہ قیدی کی کھونے والی
ہان ہان وہی قید ہونیوالی

زنجیر مین دم وفا کا بھرتی
جھٹکے کا کل کے یاد کرتی

غم آکے پڑا جو رات دنکا
ایسی ہوئی زار جیسے تنکا

ملنے کا جو اتفاق ہوجاے
مر کے یالون مین آپ کھو جاے

کہنے لگین ساتھ والیان سب
افسوس کہ دن سے تم ہوین شب

تن خشک ہوا ہے رنگ کالا
بالی پہ پڑا ہو جیسے پالا

کاکل تھی بلا مگر نہین اب
شمشیر جفا نظر نہین اب

ہونٹھون مین وہ بات اب نہین ہے
تھوک آب حیات اب نہین ہے

ابرو لیتے تھے پہلے جانین
اب ہین اوتری ہوئی کمانین

گل تھے کبھی گال اب ہین گوبے
غصے سے جو چھولین ہون پھپھولے

پستان سینے پہ ہین تمہارے
دو دانہ خشک لو کے مارے

جوبن جو ڈھلا تو قدر پھر گیا
جیب بدر رہا نہ بدر پھر گیا

بے چھوٹ ہے لعل صرف پتھر
بے آب ٹکے کا مال گوہر

بے حسن شباب خشک بادل
بے عیش حیات بے مزہ پھل

ٹیڑھی ہے جنون کی راہ چھوڑو
سیدھی ہو جاؤ آہ چھوڑو

آنکھون کا رولائے گا یہ رونا
ہاتھ اِنسے دھولائیگا یہ رونا

غم کوئی غذا نہین کہ کھاؤ
کچھ چوٹ ہوا نہین کہ کھاؤ

ہے قید سے چھوٹنے کی گر چاہ
ہو چاہ مین باؤلی نہ للہ

سوچی وہ کہ پیچ سے نکلیے
زنجیر کٹے وہ چال چلیے

غم دل مین نہان ہو لطف یہ ہے
جسطرح سے مے مین نشۂ مے

کہنے لگی مجھ مین دم نہین اب
طاقت سرکی قسم نہین اب

تنکا رکھدو تو سر مین خم آئے
پتا سی اوڑون ہوا جو چھو جائے

در گور وہ جسکی چاہ پھر ہو
توبہ ایسا گناہ پھر ہو

وہ ایک تو کیا ہزار انسان
ایڑی چوٹی پہ میری قربان

ہنسنے لگین رنج سب گئین بھول
کلیان کھل کھل کے ہوگئین پھول

چڑیون کیطرح اوڑین وہان سے
گویا ہوئین آکے اوسکی مان سے

اب یہ خواہش ہے سنتری کی
پرچھائین نہ دیکھے آدمی کی

غیرت جو اوڑ گئی تھی آئی
دولت جو کھو گئی تھی پائی

غم سے لیکن ہے اسقدر زار
کہئے اوسے عنکبوت کا تار

تاگا سوزن کا گر نظر آئے
دھاگے کی مثال وہ نکل جائے

زنجیر مین قفل سی پڑی ہے
زنجیر کی وہ بھی اک کڑی ہے

گل کھوکے نصیب مین ہے داغ اب
بجھنے کے قریب ہے چراغ اب

یہ سنکے اوٹھی وہ درد کیطرح
جلتی ہوئی آہ سرد کیطرح

آئی تو یہ تھی شکستہ احوال
ٹوٹا ہوا جیسے زلف کا بال

ملکہ ہوئیں اشکبار آنکھیں
چوکا ہوئیں ہو کے چار آنکھیں

زنجیر جنون کو کاٹ ڈالا
دل زلف کے پیچ سے نکالا

گھر بار چھوڑ چھاڑ مشتری کا شبکو نکلجانا صبح کو گھر والیون کا چکرانا

کس نے اپنی نباہی توبہ
کیسی توبہ الٰہی توبہ

فاقے افلاس کے ہیں ساقی
پھر رند پئیں جو دم ہے باقی

جیب دور ہوئی بلائے زنجیر
چمکی پھر مشتری کی تقدیر

الفت کی ہوا کا آیا جھونکا
جھرمٹ ہوا ساتھ والیون کا

کٹ کٹ گئی تھیں پلٹ کے آئیں
ہٹ ہٹ گئی تھیں سمٹ کے آئیں

دیکھی جو پری کی چال پائی
سمجھیں وہ کہ آدمیت آئی

وحشت نہیں اب سنبھل گئی ہے
گرمی نہیں رت بدل گئی ہے

کیا جانیں کہ اسکے دل میں ہے کھوٹ
اکدن اوبھریگی عشق کی چوٹ

موقع پایا تو لائیگی راگ
موسم آیا تو کھیلے گی پھاگ

ظاہر سے یہاں جدا تھا باطن
رنگ برگ حنا تھا باطن

دن بھر یہ دعا کہ رات آئے
شب بھر یہ ہوا کہ گھات پائے

پر رہ گئی تول تول کر پر
سو بار سمیٹے کھول کر پر

اک شب جسے کہیے چشم بے نور
یا تھی بخت سیاہ مہجور

چمکیں لیکن چمک نہ سوجھے
تارے کیا چاند تک نہ سوجھے

لب ایسے نہ ہون مسی کالے   گیسوے سیاہ سر جھکالے
دیکھا جز شمع سب ہین غافل   آہستہ اوٹھی بصورت دل
بجھتی ہوئی شمع کی نظر سے   ہتنل بہ برکت اوڑی وہ گھر سے
تھا تیز روی پہ جسم کو ناز   جس سے جھپڑی پرون کی آواز
کوسون پیچھے حواس چھوٹے   شبدیز ہوا کے پاؤن ٹوٹے
ہوتے ہی سفید شب کی کاکل   جنگل مین بسی وہ صورت گل
وان گھر مین سحر کو ہوگئی بھور   جو تھی گھر مین وہ زندہ درگور
مان بولی وہ سیمبر نہین ہائے   مٹھی ہوئی خالی زر نہین ہائے
وہ سانس نہ تھی نکل گئی کیون   کچھ پھانس نہ تھی نکل گئی کیون
سب گھر مین ہین وہ نہین یہ تقصیر   بازی ہوئی گنجفے کی بے میر
شمعین گئی پہرے پر کھڑی تھین   آنکھین انکی بڑی بڑی تھین
یہ سب اپنی جلن مین جل جائین   اللہ کرے ابھی پگھل جائین
بولا نہ پلنگ وہ اوٹھی جب   چولین ڈھیلی کرونگی مین اب
جی چھوڑ کے جستجو کی ٹھانی   رستے رستے کی خاک چھانی
جو بائی ہوا سے شرط بد کر   کھائے چارون طرف کے چکر
پتلی تھی کہ چار سو پھری وہ   بجلی تھی کہ تڑپی اور گری وہ
جز خاک نہ ہاتھ مین کچھ آیا   جز داغ نہ چین دل نے پایا
تھا تلخ مزہ جو زندگی کا   دل ہو گیا زندگی سے پھیکا

بہتے بہتے ماہ عالم کا ایک جنگل مین نکلنا اور مشتری کا

ملجانا مشتری کا یاسمن کی جستجو کو چلنا اور پا کر اوڑا لاتا ۔

کشتی سے گی جو چل کے ٹوٹی ۔ ساقی سمجھا کہ جان چھوٹی
لیکن ساقی کے سر پڑے زند ۔ تلچھٹ ہی کے گھاٹ اوترے رند
وان یاسمن اور ہوا آبید اد ۔ شہزادے پہ یان پڑی یہ افتاد
تختے پہ کسی طرف بہا یہہ ۔ گویا تختِ رواں پہ تھا یہ
دریا مین بھی تھا شکوہ شاہی ۔ سکہ بیٹھا تھا تا بہ ماہی
تاج اوسکے لیے حباب لایا ۔ تھا آبِ رواں کا آب لایا
موجین نہ تھین گرد اوسکے راہی ۔ ہمراہ تھے فوج کے سپاہی
بہتا ہوا دور جا کے نکلا ۔ جنگل مین کنارہ پا کے نکلا
چھوٹے بھی تھے پیڑ اور بڑے بھی ۔ بیٹھے بھی تھے دیو اور کھڑے بھی
سایہ وہ گھنا کہ کچھ نہ سوجھے ۔ عقل اوس مین پہیلیان نہ بوجھے
کھانے سو ٹھوکرین نہ جبتک ۔ دل سے پہونچے نہ حرف لب تک
ظلمت مثل سواد دیدہ ۔ شکل مردم بلا رسیدہ
وان جادۂ خاک خاک پر بار ۔ وان خوشۂ تاک تاک پر بار
وان مرغ کو مرغ ہی کے پر تیر ۔ وان شاخ کو شاخ ہی تھی شمشیر
وان نہر کا آب آب خنجر ۔ وان سبزے کی نوک نوک نشتر
وان خار نگاہ چشم حاسد ۔ وان پھول کا رنگ خون فاسد
میدان مین دھوپ اگر کھڑی تھی ۔ تلوار کی آنچ سے کڑی تھی
اوس سے تب ہجر کو جلن ہو ۔ جلکر کولا شہ کا تن ہو

جلنے سے ہوا مین اک چمک تھی — گویا شعلے کی وہ لپک تھی
بالو بخت اس قدر گرم — ہو سنگ پگھل کے موم سے نرم
جو اوسمین پڑا یہ اوسنے جانا — جلتے ہوے بھاڑ مین ہے دانا
دن بھر تو پھرا کیا ہوائی — شب غل بلا جو سر پہ آئی
اندیشے سے مثل مرغ اوڑے ہوش — بیٹھا سر نخل خانہ بر دوش
کودا دم صبح پیڑ پر سے — پھل جیسے ٹپک پڑے شجر سے
کھانے لگا مثل بخت چکر — پھرنے لگا جسطرح پھرے سر
چمکا تقدیر کا ستارا — آئی نظر ایک ماہ پارہ
ایک ایک انگل پہ پانون دھرتا — پاس اوسکے گیا وہ ڈرتا ڈرتا
صورت پہ جو کی نظر پری تھی — اپنے یوسف کی مشتری تھی
پکڑی تھی کہ گرد سر پھری وہ — سایہ تھی کہ پانوؤن پر گری وہ
حیران حیران ہوے بغلگیر — جیسے آئینہ اور تصویر
بولا جنگل کہان کہان تو — کیون ریگ کی طرح ہی روان تو
کیون ہی گردش مین صورت چاک — چھلنی نہین چھانتی ہی کیون خاک
پتھر پڑین تیرے اس جنون پر — ہے اس جنگل مین خاک پتھر
یان لالۂ دشت قلب بدبین — یان چشم غزال چشم بدبین
یان باد صبا پیام آفت — یان سبزہ راہ دام آفت
ٹوکا نہ اری تجھے کسی نے — روکا نہ سفر سے نازکی نے
آخر تیری کمر نہ لچکی — پتلی سی تو ہے مگر نہ لچکی

اترا گئی سر پہ چڑھکے کاکل — لپٹی نہ قدم سے بڑھکے کاکل
بولی کہ ہے بحر عشق کو جوش — ہون صورت موج خانہ بردوش
بس چھیڑ نہ اے عزیز للہ — یوسف کی قسم نہی تیری ہی چاہ
قسمت سے ملا حبیب میرا — طالع میرے نصیب میرا
تو اپنی تو سرگذشت کچھ کہہ — نیرنگ قیام دشت کچھ کہہ
بولا وہ کہ جان کھوکے آیا — مین بحر سے ہاتھ دھوکے آیا
فردوس سے گل وہ لیکے چلنا — خسرو کو وہ داغ دیکے چلنا
ہونا طرف وطن وہ راہی — کشتی کی وہ بحر مین تباہی
وہ دخت امیر اور وہ اختر — داغ اونکی جدائیون کے دلپر
دونون کا کنارے چھوٹ جانا — دونون آنکھون کا پھوٹ جانا
یکسر کہی سرگذشت فرقت — دکھلائے وہ خار دشت فرقت
بولی وہ کہ عیش و غم ہین یون ساتھ — دو یارون کا جیسے ہاتھ مین ہاتھ
امید ہے دم کے ساتھ باقی — مے پھر ملے زندہ ہے جو ساقی
کیا غم ہے عیش کا زمانہ — جسکا ممکن نہین پھر آنا
تدبیر سے کام چل ہی جائے — مے کھنچنے پہ جام چل ہی جائے
ہے منہ مین زبان بولنے کو — ناخن ہین گرہ کے کھولنے کو
جی کوئی کڑا پڑے نہ ہارے — نکلے پتھر سے لعل پیارے
مین ہون سرگرم جستجو پر — سورج کی روش پھرونگی دن بھر
رات آکے یہین بسر کرونگی — دیکھونگی یہ رخ سحر کرونگی

اپنے اللہ کی قسم ہے
شب بھر رہتی قریب پہلو
تڑکے مثل نسیم چلتی
موقع پہ بدلتی وہ نیا روپ
دیکھا کسی گھر کا در اگر بند
جالی سے غبار بنکے پہونچی
پھرتی رہی دربدر وہ دلسوز
آوارہ برنگ بو ہوائی
سب شہر بسا تھا اوسکی بو سے
بالون باتون جو بات پائی
پہنا رخت بشر پری نے
کانون سے سنا محل مین کچھ شور
دیکھا کہ اکیلی رو رہی ہے
زینے کیطرف بڑھی دبے پاؤن
ملنے کا جو مل گیا کچھ انداز
ظلمت سے عیان ہوئی وہ اسطرح
تسلیم جو کی جواب پایا
پوچھا کہ لقب کہا پریشان
پوچھا مقصد کہا کہ پانا

دم ڈھونڈھتی ہون جو دم مین دم ہے
جیسے گیسو کے پاس گیسو
آ گئے خورشید سے نکلتی
سایہ بنتی کہین کہین دھوپ
سمجھی کہ یہین ہے وہ نظر بند
یا دھوپ کیطرح چھن کی پہونچی
گھر گھر گئی صورت شب و روز
جس غنچے مین یاسمن تھی آئی
پردہ ہوا فاش گفتگو سے
شب کے پردے مین گھات پائی
لی بیچ کی راہ مشتری نے
چھپکر جھانکی وہ جسطرح چور
سوچی یہ کہ ہو نہو وہی ہے
سائے کی روش چڑھی دبے پاؤن
ظاہر ہوئی کھلکے صورت راز
سر کے بالون سے مانگ جسطرح
غمدیدہ اوٹھی لی بٹھا یا
پوچھا کہ سبب کہا کہ طوفان
پوچھا مطلب کہا ملانا

اپنی کے عوض کہی برائی
اولٹی گنگا غرض بہائی

سن ہو گئی وہ کہ بات کیا ہی
یہ پیچ چلی تو گھات کیا ہے

پتا لی کہ داغ دے نہ یہ پھول
ایسا نہ ہو یہ چراغ ہو غول

یون ڈر گئی وہ قفنا سے جسطرح
دل ہل گیا پھل ہوا سے جسطرح

نبضین جو بدن کی چل رہی تھین
سب دل کیطرح اوچھل رہی تھین

کہنے لگا ماتھے کا پسینا
چھالے رکھتا ہے آبگینا

ایسا کچا تھا چہرے کا رنگ
آنسو جو بہے تو دھل گیا رنگ

دیکھا دیکھی ہوئی یہ صورت
کچی مٹی کی جیسی مورت

پوچھا کیا نام ہے کہا آہ
پوچھا کیا کام ہے کہا چاہ

یہ اور بڑھی تو ہٹ گئی وہ
سنتے سے اودھر کے کٹ گئی وہ

دن کی پوچھی تو شب کی کہدی
سر کی پوچھی تو لب کی کہدی

بولی یہ کہ ہوش مین نہیں آؤ
ایسی بھی نہ پر کٹی اڑاؤ

یہ باد ہوائی بک ہی بیکار
مین پھانس نہین کھٹک ہی بیکار

اتنا تو نہ ڈرتے ہو ہمگئے لڑکے
تھامو دل کو بہت نہ دھڑکے

رونے کو پڑی ہین اور راتین
مجھ سے کرو پہلے ہنس کے باتین

جگ بیا ہے اکیلی نرد بہتر
جوڑی کہ گھر ہے فرد بہتر

بولی کہ اکیلی نرد کٹ جائے
ہو فرد گھر تو قدر گھٹ جائے

بولی اتنا مجھے بتا دو
جوڑی جو ملاؤن مین تو کیا دو

بولی دم دون جو دم نہ جانو
کھا لون مین قسم جو یون نہ مانو

بولی انھین لیکے کوئی چاٹے — کیا نخل امید اپنے کاٹے

دم دینے کا دم نہ میری جان دو — سیدھی سی یہ بات ہی زبان دو

بولی کہ نہ دونگی یون زبان مین — کھیلی نہین کچّی گولیان مین

اچھا کنجوس ہی سہی پھر — ہان ہان منحوس ہی سہی پھر

کیا لیکے زبان چاٹ لوگی — یان سمجھی چھری سے کاٹ لوگی

انجان کو کوئی جانے بوجھے — آنکھین کھلین اونچ نیچ سوجھے

مُنہ کی کھاؤن زبان دیکر — کیا جان چھوڑاؤن جان دیکر

بولی مین دلشکن نہین ہون — سم مجھکو نہ جانو انگبین ہون

صندل ابھی درد سر کا ہوگی — مرہم نہ زخم جگر کا ہوگی

بولی نہ ستاؤ دکھتی ہو کیون — زخمون پہ نمک چھڑکتی ہو کیون

صندل کو لگاؤن آگ جل جائے — مرہم پڑے بھاڑ مین پگھل جائے

تھا تھوڑے دنون سے دل پھپھولا — اب تم نے کیا جلا کے کولا

اوٹھا جو دھوان مرے جگر سے — نکلا وہی بال بنکے سر سے

سیدھی کیسی گھماؤ کی بات — ہے پیچ کی چال داؤ کی بات

بولی تم تو بُری بلا ہو — بالون سے او لجھنے مین سوا ہو

کیا خو سے اوڑا لیا بگڑنا — سیکھین نظرون سے ملکے لڑنا

بخت آج تمھارے آگے لایا — انسان کے پیرہن مین سمایا

بولی کہ یہ باتین کون جانے — آپ آئین پہیلیان بجھانے

سایہ کیسا شجر نہین تم — دامن نہین ابر تر نہین تم

بولی اجی دیکھو مین پری ہون ـ شہزادے کی لونڈی مشتری ہون

مینے تمھین ڈھونڈھنے کو جانی ـ ساری دنیا کی خاک چھانی

دردر گئی رہگذر کی صورت ـ گھر گھر پہونچی سحر کی صورت

بو ہو کے بسی مین ہر چمن مین ـ آئینہ بنی ہر انجمن مین

فردوس ہے کیا چمن تمھارا ـ کیا نام ہے یاسمن تمھارا

بولی ہان اب زبان لے لو ـ بولی ابھی گالیان تو دے لو

اک بات کہون جو مان لو تم ـ بندی کو کنیز جان لو تم

اچھا کی صدا دہن سے نکلی ـ بو غنچۂ یاسمن سے نکلی

آخر پوچھا کہ کچھ خبر ہے ـ وہ ماہ اے مشتری کدھر ہے

بولی کہ پڑی بلا کی افتاد ـ ہے دشت مین مثل خاک برباد

ہونٹھ اپنے چبائے تو بسر ہو ـ یا ٹھوکرین کھائے تو بسر ہو

تن ضعف سے خار پیرہن مین ـ رخ گرد سے چاند ہے گہن مین

پہلو مین نہین قرار دم بھر ـ دل ہے گویا گھڑی کا لنگر

بولی پھر اب کہا کہ چلیے ـ بولی کیونکر کہا سنبھلیے

یہ کہہ کے بدل کے رخت اپنا ـ اوڑ کرلے آئی تخت اپنا

بیٹھین سرتخت یون وہ جھمکر ـ جیسے دو آنکھین ایک رخ پر

شمعین وہ تھین مگر لگن ایک ـ تھے پیڑ تو دو مگر چمن ایک

وہ تخت اڑا وہان سے اسطرح ـ چھپے ہوے رخ کا رنگ جسطرح

چلنا تھا وہی وہی تھا آنا ـ کیا دور تھا تیر سے نشانا

دیکھا تو پڑا ہوا ہے غمناک ۔ بشکل نقش قدم سر خاک
حیرت زدہ پتلیون سے دیدے ۔ میٹھا لون کے بدلے بہکدے تھے
پُرگرد تھا بسکہ چہرے کا خط ۔ گویا کہ خط غبار تھا خط
قد اور رگون پہ کہنے والا ۔ کہدے سوکھے شجر مین جالا
گیسو جو چپکٹ کے بل گیے تھے ۔ کچھ سانپ سمٹ کے بل گئے تھے
کیچلی سے گرے ہوے سانپ ۔ بس جیسے مرے ہوے سانپ
دینے لگی بیٹھکر وہ گلرو ۔ آنچل کی ہوا تو زلف کی بو
گل گال گلاب تھا پسینا ۔ چھڑکا اونھین گالون کا پسینا
بیدم کو جو ہوش یون نہ آیا ۔ لب پر لب رکھ کے سہلایا
غفلت لب کے اثر نے کم کی ۔ کچھ تب عناب تر نے کم کی
آنکھین جو کھلین نصیب جاگے ۔ اقبال تھا سر پہ دولت آگے
کرنے لگی مشتری اشارا ۔ ہے عید کا چاند منہ ہمارا
جنکو گھیرے تھی یاس کی شکل ۔ یکجا ہوے پھر حواس کی شکل
وہ بچ گئے دن وہ غم کی راتین ۔ کھلین دونون مین پچھلی باتین
پالا جسکو پڑا تھا جس سے ۔ اسنے کہا اوس سے اوس نے اس سے
لب وا جو ہوے تو عقدہ وا تھا ۔ پٹ در کے کھلے تو پردہ کیا تھا

اختر کا ایک شہر مین گذر۔ زہرہ پر عشق کی نظر۔ زہرہ کی چاہ۔ اختر پر لگاوٹ کی نگاہ۔ ساحر کا ہجر کے خیال سے ڈرنا۔ زہرہ

کو طلسم کے برج مین قید کرنا

ساقی اُفتاد پڑ گئی آج
پیمانے سے آنکھ لڑ گئی آج

دل لوٹ کے دُخت رز سے اٹکا
دینے لگی زلف موج جھٹکا

وہ تاجر راہبر وہ اختر
وہ دُخت اسیر اور وہ لشکر

سب پاس کے گھاٹ اوتر کے روئے
ساحل سے کنارہ کر کے روئے

آنکھیں یون آنسوؤن سے پر آب
ساون بھادون کے جیسے تالاب

دن ہو یا شب سحر ہو یا شام
گردش اونکو بہ رنگ ایام

داغون سے بدن فلک کی صورت
کانٹون سے بدن پلک کی صورت

چکر مین ادھر تھا ایک ادھر ایک
تھا سوزن ساعت اونمین ہر ایک

اک سمت جو نکلے صورت باد
دیکھا کہ ہے ایک شہر آباد

یون شہر مین پہونچے چلنے والے
تا گوش رسا ہوون جیسے نالے

اختر گذرا جو رہگذر سے
گذری اک مہ لقا نظر سے

اوس ملک پہ حکمران وہی تھی
اوس خاک پر آسمان وہی تھی

زہرہ مشہور دیس مین وہ
تھی حور انسان کے بھیس مین وہ

کاکل وہ بلا کہ بڑھ کے دل لے
وہ مانگ کہ سر پہ چڑھ کے دل لے

تھی مانگ کہ راہ کجلی بن کی
سرحد یا چین او رختن کی

ماتھے کی چمک سے ماند سورج
دونون رخسار سے چاند سورج

تلوارین بھنون کی کاٹ مین طاق
دیدے دونون بلا کے قزاق

ایسی دنیا مین ہوگی کم ناک
تھی عطر گلاب کی قلم ناک

تنگی سے کھلے دہن بہ مشکل
پھر بھی نکلے سخن بہ مشکل

نیچے اوپر جو دونوں لب تھے
زیر و زبر کلام رب تھے

شفاف تھے دانت سرخ تھے لب
ہیرے کے تھے دانت لعل کے لب

پستان میں تھی جوش پر جوانی
جیسے ہانڈی میں گرم پانی

پر نور شکم تھا آفتابی
ہلکی بدلی لباس آبی

حیرت تھی کہ لوچ کسقدر ہے
یہ بال کمانی یا کمر ہے

دیکھا تو نظر لڑی غضب کی
برچھی سیدھی پڑی غضب کی

کاکل بولی کمند ڈالو
چتون بولی کہ دل اڑا لو

زہرہ کو بھی آئی چاہ کی لہر
جاری ہوئی آب دیدہ سے نہر

پھیلی اسطرح غم کی تاثیر
جیسے رگ رگ میں سم کی تاثیر

دل پر کھائی نگاہ کی چوٹ
گھر کو چلی لے کے راہ کی چوٹ

راہی وہ ہوئی وہین تھا یہ
بشکل نقش قدم جما یہ

بیٹھا بیچارہ رہگذر پر
جس طرح گدا سخی کے در پر

جو سر کہ تھا اوج سے ہم آغوش
اب خاک پہ تھا بشکل پاپوش

کیا عشق کا شعلہ نہاں ہو
ہو آگ جہاں وہاں دھواں ہو

یوں داغ جنون کے سر چمکیں
جیسے جگنو شجر پہ چمکیں

لوگوں کو ملے نئے شگوفے
غنچوں میں کھلے نئے شگوفے

ساحر کوئی زہرہ پر فدا تھا
قیدی الفت کے چاہ کا تھا

کھائے ہوئے دل پہ عشق کا داغ
تھا اسکے بہار لالہ تھا داغ

اس برق نے چین اوسکا کھویا
بادل کیطرح گرج کے رویا

سوچا وہ کہ بھڑکی عشق کی آگ
لائی زہرہ تو یہ نیا راگ

اختر جو اوڑا کے اوسکو لیجائے
چڑیا سونے کی ہاتھ سے جائے

زہرہ کو کیا فسون کا پابند
اک برج طلسم مین کیا بند

روشن تھی فسون کی لاگ باہر
تھی خاک اندر تو آگ باہر

شعلون مین طلسم کے اکیلی
لالے کے چمن مین تھی چنبیلی

وان خاک نشین وہ مثل سایا
یان خاک بسر یہ عرش پایہ

زنجیر مین وان وہ غیرت گل
یان دل کو بلا خیال کاکل

مشتری کا جستجو مین جانا۔ اختر۔ وخت امیر اور سب بچھڑے ہوؤن کو پانا شہزادے کے پاس آنا۔ انکو ادہر اونکو لانا

ساقی بھی نہان ہے اور مے بھی
آخر کچھ میکدے مین ہے بھی

دیکھو دیکھو وہ آیا ساقی
لایا وہی چیز لایا ساقی

اختر کی اودھر پری تھی جویا
یوسف کی وہ مشتری تھی جویا

اوڑتی پھرتی تھی یون وہ بے صبر
جس طرح ہوا پہ لکۂ ابر

مثل تار شعاع خورشید
ہر سمت نگاہ چشم امید

بازو جو تھکے زمین پر اوتری
تب تھی گویا کہ خضر فکر اوتری

رفتہ رفتہ پری پیادہ
پہونچی ساحل پہ مثل جادہ

نقش کف پا تھے رہبری کو
لائے اوسی شہر تک پری کو

اختر کا سنا جو ہر طرف نام — سمجھی کہ سحر ہوئی مری شام
یہ نغمہ اوسی عشقباز کا ہی — نغمہ اپنے ہی ساز کا ہے
دل مین لیکر سنی سنائی — پوچھا پاچھا پتے پر آئی
دیکھا اختر غریب غمناک — ذرّے کی مثال ہے سر خاک
بال اولجھے ہوئے طبیعت آسا — میل اونکے پرون مین جیسے لاسا
کپڑے پھٹے جس طرح پھٹے شیر — ہمت گھٹی جیسے قوت پیر
سر شکل ثمر جھکا ہوا تھا — دم مثل قدم رکا ہوا تھا
پھر دشت امیر سے ملی وہ — سمجھی کہ ہے بیکلی لگی وہ
پتلی نہین پھرتی دم نہین ہی — زلفین نہین بنتین خم نہین ہی
رخ کہنے کو گل مگر نہین رنگ — لب نام کو لعل ورنہ ہین سنگ
بے روپ جو مارے غم کے تھا رخ — اوترا ہوا دائرہ تھا یا رخ
نگہت تھی تو بے نمک تھی پھیکی — آنکھین بیمار تھین کبھی کی
ساقی بیدم پڑے تھے اسطرح — کنکر پتھر زمین پہ جسطرح
عقدہ ہوا حل جو منہ سے بولی — خاطر کی گرہ زبان سے کھولی
شہزادے کی کہکر اونکی سنکر — اختر کے جنون پہ سر کو دھنکر
بولی نالان نہ مثل نے ہو — ہے مرحلہ کون جو نہ طے ہو
کاٹا کیتک قدم کو روکے — ہچکی تا چند دم کو روکے
ہو ہجر سے وصل دم مین حاصل — لب دم مین جدا ہون دم مین واصل
کہہ سنکے ہوا ہوئی وہ اوٹھکر — لی دشت کی راہ مثل صرصر

شہزادے تک آتی آتی آئی
روتی گئی مسکراتی آئی

یون آئی وہ جسطرح شب وصل
یا بعد خزان بہار کی فصل

پوچھا پایا کہا کہ پایا
گھر گھاٹ اوسے ملنے کا بتایا

سوکھے دھانون پڑا جو پانی
پائی نئے سر سے زندگانی

شب بھر تو رہی ہوا سحر کی
لی لو نے تڑکے راہ ادھر کی

آواز فغان سے تیز رفتار
دلبر کی زبان سے تیز رفتار

اتنا تو نہ چل سکے قلم تیز
جلاد کا خنجر اوسنے کم تیز

آئے جیسے خیال معشوق
یا خوش خبر وصال معشوق

یکجا ادھنین یون کیا خدا نے
جسطرح انار مین ہون دانے

مل مل کے وہ دلون کی پھوٹے
ایسے پھولے کہ بند ٹوٹے

اختر کی بھینی اور شہزادے کا سمجھانا مشتری کا فقیر کی پاس لوح لانا اختر کا لوح لیکے جانا۔ ساحر کو مارکے زہرہ کو قید طلسم سے چھوڑانا

بے مے نہ جئین گے رند ساقی
واللہ جئین گے رند ساقی

ہنس دے جبین جبین سی حاصل
ہان کہہ منہ سے نہین ہے حاصل

آئینہ ہوا جو راز ہمدم
آیا جو جگر مین ماہ عالم

دیکھے اختر کے داغ اوسنے
جلتے پائے چراغ اوسنے

بولا کہ ارے مشتری نہ ہو تو
جی ہے تو جہان جی نہ کھو تو

دل جا کے نہ ہاتھ آئیگا پھر
کچھ قرض نہین کہ پا[illegible]

دانائی نہیں کہ سمجھ کو چکھیے
دُکھ ناز نہین اوٹھائیے کیون

یان پند زبان پہ تھی وہان آہ
بولا کہ نہ بولو دل ہے غمناک

لو اب تو لگی ہے چاہے سر جائے
بار اول پر نظر لئے بھالا

گیسو ہین بلا کیطرح گھیرے
وہ رنج و غم اب سے دور بھولے

بولا کہ طلسم ہے بلا کا
اس آگ مین کون آدمی جائے

بولا کہ بلا کا ڈر کہا تنک
آتی ہے بلا تو کٹتی بھی ہے

کاکل کالی بلا ہے لیکن
تھی دفتر عقل مین پری فرد

بے آب ہو خاک تشنگی دور
ہم قوم تھا ایک صاحب دل

پیشانی صاف آب کوثر
گونگا بولے جو لب ہلاوے

عقدہ کرے حل دہن جو کھولے

دلدل مین قدم کبھی نہ رکھیے
غم پھل نہین سہہ کے کھائیے کیون

یان جان عزیز تھی وہان چاہ
مرجھائی ہوئی کلی کھلے خاک

وہ تب نہین عشق جو اوتر جائے
جادو آنکھون نے مجھ پہ ڈالا

چوٹی پیچھے پڑی ہے میرے
اپنی بیتی حضور بھولے

شعلون سے گذر نہین ہوا کا
دوزخ مین نہ کوئی جیتے جی جائے

پتے کو ہوا کا ڈر کہا تنک
بڑھتی بھی ہے رات گھٹتی بھی ہے

ہون موے سیہ سفید اک دن
سمجھی کہ نہ جائے بے دوا درد

بے مے نہ مٹے خمار مخمور
عالم زاہد فقیہ کامل

واغ سجدہ حباب کوثر
پتلی کو نگاہ سے جلاوے

زندہ کرے موت کو جو بولے

گھر اوسکا تھا دامن جبل مین — وہ لعل تھا سنگ کی بغل مین

بادل کی طرح اوڑی ہوائی — پاس اوسکے وہ مثل صبر آئی

آئینہ تھا قلب صاحب فن — اندھیر کا حال سب تھا روشن

منھ کھلتے ہی در کھلا سخن کا — کھویا پالون سے دو دجی کا

دی لوح کہ وہ طلسم ہو گرد — ہو آتش سحر مثل گل سرد

یون لے کے روان ہوئی وہ بیتاب — جسطرح روان ہو کوہ سے آب

غم لے کے گئی تھی عیش لائی — غنچہ گئی پھول ہو کے آئی

اختر نے وہ لوح پاکے بی راہ — جڑ سحر کی کاٹ صورت کاہ

قفل باب طلسم توڑا — دو زخ کو ارم بنا کے چھوڑا

دیکھا تو نہ وہ فسون نہ وہ لاگ — گلزار خلیل ہو گئی آگ

ساحر پہ پڑی جو چوٹ بھاری — فی النار تھا ایک پل مین ناری

نکلی جو برنگ کہکشان راہ — زہرہ نکل آئی صورت ماہ

رہ رہ کے جگر سنبھالتی تھی — رک رک کے کمر سنبھالتی تھی

سنسکی لب پر شکن جبین پر — آنچل منہ پر نظر زمین پر

گردن نہ اوٹھا سکی وہ گلفام — احسان کا بوجھ شرم کا نام

پوشیدہ غبار سے تھی صورت — جیسے خاطر ہو پر کدورت

دکھلائے تھے بال اوسکے اڑکر — اوڑی ہوئی ناگنین ہوا پر

بو اپنے چمن مین بھر کے آئی — روح اپنے بدن مین بھر کے آئی

مہمانون کو لائی تیلیون پر — دولت یہ بڑھی کہ بھر گیا گھر

ہمچشم ملے جو تکتے تھے راہ	آئے وہ عزیز جنکو تھی چاہ

عاشق و معشوق کا وصال یعنی زہرہ اور اختر کی عقد کا حال

ساقی میکدے کا در کھول	خم صورت چشم فتنہ گر کھول
مے پینے کو رند آ ڈٹے پھر	چُلو چُلو ابھی اُٹھے پھر
جب برج مین اپنے آئی زہرہ	کچھ اور ہی رنگ لائی زہرہ
دھو دھا کے جو صاف کر لیا تن	چمکی وہ نکھر کے جیسے کندن
سائے سے بدن کے دھوپ میلی	رخ صاف تھا آرسی تھی میلی
جب گوندھ کے اوسنے چھوڑی چوٹی	ناگن صحن چمن مین لوٹی
رنگین کیے دونون لب مسی سے	روئی کالی گھٹا اسی سے
ابھرے جوبن پہ تن کے چولی	بالی پتے پہن کے پھولی
کان اوسکے تھے موتیون مین اسطرح	عاشق کا دل آبلون مین جسطرح
ہیرے کی ناک مین جو تھی کیل	تھی ناک سنگار کی وہی کیل
قد مین زیور رکھا اسقدر تھا	کنگھی کا پھلا ہوا شجر تھا
دھانی کپڑون مین تن کا یہ حال	مینا تو نقرئین تھی مے لال
ہاتھ اپنی کمر پہ رکھ کے ٹہلی	اختر کو نظر پہ رکھ کے ٹہلی
بولا یہ کہ تاب اب نہین ہے	بولی ابھی دن ہے شب نہین ہے
بولا مرتا ہون اس جفا سے	بولی وہ کہ اُٹھ مری بلا سے
بولا کیا سخت دل ہے ظالم	دل کیا پتھر کی سل ہے ظالم

اتنا کوئی شکل پر نہ اترائے　　کسکی رہی اور کسکی رہجائے

بولی کہ چلو چلو ہوا ہو　　مینے تو نہین کہا کہ جا ہو

اتراتی ہون ناز کرتی ہوئین　　ہان ہان یونہی سنورتی ہوئین

کیون جی جوبن پہ مرتے ہو تم　　ترچھی چتون پہ مرتے ہو تم

گھونگر بالون مین ہین تو مین بھی　　پھندے جالون مین ہین تو ہین پھر

ہان پھول ہین گال پھر تمہین کیا　　ہین لعل سے لال پھر تمہین کیا

لو دانت تمہین دکھاتی ہوئین　　کہنا نہ کہ منہ چڑھاتی ہوئین

چوٹی اپنی دکھاؤن کالی　　ایسا نہو سمجھو سانپ والی

لچکاؤن کمر تو کیا کرو تم　　چمکاؤن نظر تو کیا کرو تم

مین ناز نہ کم کرونگی ہان ہان　　گھنگھرو چھم چھم کرونگی ہان ہان

آخر مرتے ہو سچ بتاؤ　　کیونکر مرتے ہو مر تو جاؤ

بولا جادو کہین سے سیکھون　　دیکھون آنکھین انھین سے سیکھون

پھر مین زہرہ کو بس مین لاؤن　　چاہون جو ناچ وہ نچاؤن

چھپی جو پتے کی اوسنے پائی　　منھ پھیر لیا جو منھ کی کھائی

جل بھن گئی تاؤ کھا کے بولی　　ہمکو نہین بھاتی یہ ٹھٹھولی

گیسو تیرا جو پیچ چل جائے　　کس بل اسکا ابھی نکل جائے

طعنے سے دل آج اسنے توڑا　　چوٹی تو مار کس کے کوڑا

خنجر بنکر زبان تو چل　　آواز آری بنکے ہان تو چل

عزت نہ ڈبوئین رد کے دیدے　　نیچے پڑین ہاتھ دھو کے دیدے

ہے بات جو دانت کچکچائین — دانے کیطرح اسے چبائین
تو ساتھ اے مانگ دے ہمارا — بس کھینچدے اسکے سر پہ آرا
آئین خواب اجل کے جھونکے — نگلین اسکو مگر گردون کے
منھ مین جو آیا بک کے جلدی — بجلی کیطرح چمک کے جلدی
گذرے کچھ دن جو رہتے رہتے — چھیڑا لوگون نے کہتے کہتے
شہزادے نے ہنس کے عقدہ کھولا — اوس سے کہا اسکا دل ٹٹولا
زہرہ اختر تھے دونون راضی — عقد اونکا کیا بلا کے قاضی
زینت کا کیا جو شب نے سامان — تارون سے چنی جبین پہ افشان
مہتاب کی آرسی عیان کی — اور مانگ دکھائی کہکشان کی
دل کھول کے ملنے کو سدھارے — اک برج شرف کو دو ستارے
اختر نے حجاب کی نظر سے — در بند کیے ہوا کے ڈر سے
منظور اسے خود تھی پردہ داری — منھ پھیر کے آرسی اوتاری
کہتی تھی حیا یہ ظلم ہے سخت — آتی جاتی ہے سانس کمبخت
کاہے کو سنے کسی کی کوئی — کیا جانے پرائے جی کی کوئی

ماہ عالم کا پردیس ہی گھبراتا۔ زہرہ کو سفر کے رستے پر لاتا۔ وطن مین آکر اپنون سے ملتا ملاتا

رندون کو بہت جھلا نہ ساقی — کر کشتی مے روانہ ساقی
مے پی کے یہ جھوم لین تو چلدین — منھ جام کا چوم لین تو چلدین

آیا شہزادے کو وطن یاد — طائر کو آگیا چمن یاد
بیٹھے بیٹھے اوٹھا دل اکبار — آنکھوں مین وہ سرزمین ہوئی خار
سوچا کہ نکلیے نام کی طرح — موج آئی کہ چلیے جام کی طرح
پردیس مین انتشار کبتک — بالائے ہوا غبار کبتک
کیا لطف جو گھر بشر سے چھوٹا — کیا حسن جو بال سر سے ٹوٹا
روشن ہو کہاں چراغ کسکا — پھل دے کیسے نخل باغ کسکا
غربت کا نٹاسی دل مین کھٹکی — دُھن دیس کی تھی سفر پہ ہٹ کی
زہرہ کو جتائی چاہ اوسنے — حسرت کو کیا گواہ اوس نے
دانا تھی وہ سمجھی ٹالتا کیا — دم دھاگے کا جال ڈالتا کیا
سیاروں کی راہین کون روکے — عشاق کی آہین کون روکے
تھا کوئی عزیز اوسکا یوسف — سونپا اوسے ملک بے تکلف
لیکر زر و مال جو تھا درکار — راہی ہوئی چھوڑ چھاڑ گھربار
گھر کی صورت ہوئی نرالی — بے عقل دماغ جیسے خالی
شیشہ کے بادہ خلد بے حور — پہلو بے یار دیدہ بے نور
دیوارین سکوت مین کھڑی تھین — شمعین یکسر جلی پڑی تھین
حیرت سے تھے بسکہ آشنا طاق — ابرو تن مردہ کے تھے یا طاق
برہم زدہ ساری انجمن تھی — پیشانی فرش پر شکن تھی
بچھڑے کے ہجر کا قلق تھا — آئینے کے منہ کا رنگ فق تھا
رنگت بدلی چمن کی غم سے — پھل گر پڑے مثل بار دم سے

گل تھے داغی ثمر تھے داغی
سارے برگ شجر تھے داغی

غم سے ہوئین آبدیدہ نہرین
بیچینی سے تلملائین لہرین

زہرہ گریان تھی غم کے مارے
مہتاب سے ٹوٹتے تھے تارے

دن ہو یا شب سحر ہو یا شام
تھا صورت نبض چلنے سے کام

دکھلاتا تھا عالم روانی
پانی پہ ہوا زمین پہ پانی

مانا کہ نفس کبھی نہ دم لے
چال اونکی جو دیکھے تو قدم لے

وہ آگے روان ہون تیر گرجائے
خورشید نہ پہونچے ساتھ پھر جائے

جو یانے وطن وطن مین پہونچے
مرغان چمن چمن مین پہونچے

غل ہو گیا ماہ عالم آیا
پھر کر تن مردہ مین دم آیا

کہتے سنتے ہنسی ہنسی مین
بو پھیل گئی گلی گلی مین

جو رجعت مہر کے تھے منکر
کچھ اونکو نہ گفتگو رہی پھر

مشتاق جمال شہر بھر تھا
چشم عاشق ہر ایک در تھا

نکلے ملنے سب اوس قمر سے
مانند ہما دہان در سے

پتلی مین لیا نظر نظر نے
دل نذر کیا بشر بشر نے

سلطان نے سنا تو دل ہوا شاد
بولی امید خانہ آباد

بیچین ہوا ے آرزو مین
بیتا سا اوڑا وہ گل کی بو مین

یکجا ہوے طالب اور مطلوب
باہم ملے یوسف اور یعقوب

جو چہرہ کہ تھا چراغ کا گل
اب کھلکے ہوا وہ باغ کا گل

[illegible] کر کے نکلے امیر بڑھکر
بیٹے سے ملا وزیر بڑھکر

کھوئی ہوئی پھر جو پائی دولت
خلعت بخشے لٹائی دولت

کیا وقت تھا کیا گھڑی تھی کیا دن
صدقے اوس دن پہ عید کا دن

قدموں سے لگا تھا عیش جاوید
ہر نقش تھا سرنوشت جمشید

بے اوسکے محل تھا چشم بے نور
روشن کیا اوسنے چشم بد دور

ماں کے پانوؤں پہ گر کے پامرد
لپٹا قدموں سے صورت گرد

حوریں تو تھیں تین ایک تھا مرد
ربع مسکوں میں چاروں تھے فرد

اختر زہرہ کو گھر میں لایا
تارا تھی برج اوسنے پایا

رل مل کے وہ یوں رہے وطن میں
دندان جیسے رہیں دہن میں

خاتمہ

نیرنگ سخن دکھا چکا تو
سر سجدے کو اے قلم جھکا تو

اللہ کا شکر آج ادا کر
ماتھا رگڑ اور یہ التجا کر

مقبول ہو یہ فسانۂ شوق
ہر بزم میں ہو ترانۂ شوق

شاخیں نکلیں نہ اس بیاں میں
پھولے پھلے گلشن جہاں میں

رکھیں رکھنے کو طعنہ زن حرف
لیکن رکھیں نہ اہل فن حرف

سمجھیں رنگینی سخن سے
لعل اوگلے ہیں شوق نے دہن سے

بلبل کی نظر سے پھول گر جائے
پانی رنگ چمن پہ پھر جائے

زرد و اس سے ہے پھول کا پیالہ
گل ہو جل کر چراغ لالہ

روشن ہو یہ خوبیٔ معانی
صفحون کی چمک دکھائے یہ روپ
چاند اپنے گال کو چھپالے
ہو لفظ مین حسن معنی خوب
آنکھون مین رہے یہ نور بنکر
عاشق اپنا خیال سمجھے
ارباب سخن کرین مری قدر
مَین ملک سخن مین کچھ نہین ہون

قصۂ یوسف کا ہو کہانی
سائے کے لباس مین چھپے دھوپ
بدلی کی نقاب رخ پہ ڈالے
جیسے گھونگھٹ مین روئے محبوب
جا دل مین کرے سرور بنکر
معشوق اپنا جمال سمجھے
چمکا کے بنائین ذرّے کو بدر
ہان کشتِ سخن کا خوشہ چین ہون

جتنی میرے سخن کی ہے دھوم
سب ہے فیضِ اسیرِ مرحوم

قطعات تاریخ ترانۂ شوق

امیرؔ - جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی - اوستاد نواب کلب علی خان بہادر مرحوم والی رامپور و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر اسیرؔ مرحوم و مغفور

مثنوی کیا ہے کارنامہ ہے
دل مین چبھتی ہین شوخیان اسکی
اسکا ہر شعر تر نزاکت سے
دُرِ شہوار ہے ہر اک مصرع
ہے ورق صفحۂ عارضِ محبوب

شعر کیا شاعری کا جوہر ہے
حرف حرف اِسکا تیرِ نشتر ہے
چمن نظم مین گلِ تر ہے
بیت بیت اِسکی سلک گوہر ہے
سطر یا گیسوئے معنبر ہے

شانہ زلف پری کا ہے ہر لفظ | بندش آئینۂ سکندر ہے
حسن معنی عیان ہے لفظوں سے | یاکوئی شوخ حورپیکر ہے
سال تاریخ امیر نے یہ کہا | کہ عروس سخن کا زیور ہے
۱۳۰۵ھ

افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک منشی سید افضل علی خان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب امیر الدولہ امیر مرحوم و مغفور

واہ کیا مثنوی یہ نادر ہے | ہے یہی وجہ یاد حسن و عشق
شوق میں سال طبع لکھہ افضل | دفتر ازدیاد حسن و عشق
۱۳۰۵ھ

افسر جناب منشی محمد الفت علی صاحب رئیس قصبہ امیٹھی شاگرد جناب قلق مرحوم بلگرامی

حبذا احمد علی شوق آنکہ ہست | رائے او روشن تر از روئے صبیح
بر کمال و فضل او این مثنوی | حجتے ناطق دلیلے بس صریح
در جہان گوئے سخن را زندہ کرد | از دم جان بخش مانند مسیح
پر ز ذوق و شوق آمد حرف شوق | شوق را بخشید حق ذوق صحیح
در سواد بند لطفش افگند | شور شیرین کاری حسن ملیح
بسکہ جوشد معنی رنگین ازو | خامہ اش ماند بہ حلقوم ذبیح
مصرع تاریخ طبع افسر نوشت | مثنوی شوق دلچسپ و فصیح
۱۳۰۵ھ

ابر جناب منشی واحد علی صاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر برادر خورد مصنف

قبلۂ من شوق سخنور ز شوق | مثنوی تازہ و رنگین بگفت
ابر بجوشش آمد و تاریخ او | نوگل گلزار مضامین بگفت
۱۳۰۵ھ

التجا جناب شیخ محمد حسین صاحب لکھنوی تاجر شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر حکیم

واہ کیا اچھی چھپی ہے مثنوی | ہے یہ شوق نامور کی یادگار
التجا لکھہ مصرع تاریخ سال | جام دانش انتخاب روزگار
۱۸۸۸ع

بقا۔ جناب میر بادشاہ علیصاحب خلف جناب میر وزیر صاحب مرحوم

آید ار اور مصفا ہے یہ نظم — واہ کیا تاز کی وجدت ہے
جا بجا دور و قرین شہر بہ شہد — دھوم ہے تذکرہ ہے شہرت ہے
راستی مین بھی ہر اک مصرع تر — ایک معشوق سہی قامت ہے
دی ندا ہاتف غیبی نے مجھے — کس لیے فکر سن ہجرت ہے
اے بقا شوق سے یہ کہیے آپ — مثنوی آئینہ حیرت ہے

۱۳۰۵ھ

بسمل۔ جناب منشی محمد واحد علیصاحب کاکوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی

رنگین نظم ترانۂ شوق — ہے تازہ شگفتہ باغ عشاق
روشن ہین جو عشق کے مضامین — ہر دائرہ ہے چراغ عشاق
ہو جاتے ہین مست اسکو پڑھکر — گویا ہے سے ایاغ عشاق
آتی ہے وہ بوے گلشن حسن — تازہ جس سے دماغ عشاق
تاریخ کہی یہ مین نے بسمل — افسانۂ درد و داغ عشاق

۱۸۸۸ء

تمنا۔ شیخ محمد رفیع الزمان خانصاحب شاگرد جناب حکیم

کیا شوق نے مثنوی کہی ہے — بے شبہ یہی ہے رہبر عشق
تاریخ لکھ اوسکی اے تمنا — دامان امید و فتنہ عشق

۱۳۰۵ھ

حکیم۔ جناب مرحمت الدولہ بہار الملک منشی سید غضنفر علیخان صاحب بہادر صولت جنگ خلف اکبر جناب تدبیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم و مغفور

ہے عجب مثنوی حضرت شوق — ہر مفصل ہے نثار مجمل
عقل اول کے سیلے کاغذ پر — نقطے ہین عقدۂ لا ینحل
حسن بندش پہ قصیدہ ہی فدا — رنگ پر دل سے ہے قربان غزل
بہر ایذاے عدو ہے مصرع — صورت نشتر زنبور عسل
حباب کو دیتا ہے وہ نور — میل مسطر ہو نہ کیون ضرب مثل

ہے مضامین کی یہ تقریر کہ ہم
اول اول ہوے ہین مستعمل

انتخابی یہ دیے ہین نقطے
حرف منقوط ہے حرف مہمل

بات پر اوسکی ہے قربان نبات
لو شدار وہے نثار حنظل

گرد نقطون کے دو ائرلون ہین
پاؤن مین جیسے دولہن کے چھاگل

خاتمہ اوس پہ تناسب کا ہی
شہد آخر ہے تو ہے تلخ اول

ہے مرکب کا مقولہ یہ حکیم
کیب زمین شعر کی ہے بے بادل

پاے تاریخ مین ہے جاے حنا
رنگ خون جگر حسن ازل
۱۳۰۵ھ

شہیر۔ جناب سید محمد نوح صاحب رئیس و تعلقدار مچھلی شہر ضلع جونپور

بے مثل و لاجواب ہے یہ نظم دلفریب
سب شاعری کے رنگ ہین اسمین ملے ہوے

تاریخ سال طبع مسیحی یہ ہے شہیر
گلزار فکر شوق کے ہین گل کھلے ہوے
۱۸۸۷

شاعر۔ جناب منشی فضل حسین خان صاحب تعلقدار جلال پور رئیس قصبہ بسنڈیلہ

از شوق چو طبع مثنوی شد
احسنت بگفت روح صائب

شاعر چو نمود فکر تاریخ
گفتہ کہ عجائب و غرائب
۱۳۰۵ھ

ظہور۔ جناب شیخ ظہور حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب تدبیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم

اس مثنوی کی طبع مین قاصر زبان ہے
محنت جناب شوق نے کی لوٹ لوٹ کے

ہاتف نے دی ندا یہ پے سال اے ظہور
حق یہ ہے بھر دیا ہے مزا کوٹ کوٹ کے
۱۳۰۵ھ

عقیل۔ جناب سید مہدی حسن صاحب مالک و مہتمم گلدستہ نغمۂ بہار لکھنؤ شاگرد جناب حلیم

طبع شد مثنوی نادر دہر
یادگار زمان ترانۂ شوق

نظم روشن کلام ماہ مبین ۔۔۔ نیر آسمان ترانۂ شوق
نور افشان مدام این تصنیف ۔۔۔ جلوۂ جاودان ترانۂ شوق
اہل عالم ہمہ مسرت سنج ۔۔۔ دل کند شادمان ترانۂ شوق
گفت تاریخ طبع ذہن عقیل ۔۔۔ صبح عید جہان ترانۂ شوق
۱۳۰۵ھ

عیش - جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی

زہے احمد علی شوق سخنور ۔۔۔ وہ ہین اے عیش رشک غالب و ذوق
لکھی یہ مثنوی کیا عاشقانہ ۔۔۔ فصاحت مین وہ سب سے لےگئے فوق
کلام اونکا گلے کا ہار یون ہے ۔۔۔ کہ جیسے گردن معشوق مین طوق
لکھو اے روے زحمت طبع کا سال ۔۔۔ خیال عمدہ و لبس نازک شوق
۱۳۰۵ھ

عارف جناب شیخ فدا علی صاحب شاگرد جناب مرحمت الدولہ بہادر حکیم لکھنوی

شاہد این مثنوی بیعدیل ۔۔۔ ہست رنگین چہرہ مانند خیال
حسب حکم شوق سال انطباع ۔۔۔ گفت عارف خوبصورت بے مثال
۱۸۸۷ع

فصاحت جناب سید عباس حسن صاحب لکھنوی خلف جناب سید آغا حسن صاحب امانت مغفور در صنعت زبر و بینات

ہوے ہین شوق صاحب اور اک ۔۔۔ شاعری مین رسا طبیعت ہے
مثنوی یہ اونھون نے خوب لکھی ۔۔۔ سارے عالم مین جسکی شہرت ہے
دیکھین نازک خیال دونون رنگ ۔۔۔ کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے
کہتے ہین شاعران سحر بیان ۔۔۔ فی الحقیقت طلسم حیرت ہے
کہین سامان وصال کا دلچسپ ۔۔۔ کہین پر درد حال فرقت ہے
کہین عاشق کا اضطراب ہے نظم ۔۔۔ کہین معشوق کی شرارت ہے
پھر دن دیکھو تو دل نہین بھرتا ۔۔۔ کوئی محبوب خوبصورت ہے
بانیش مصنف اگر ۔۔۔ فکر تاریخ اسے فصاحت ہے

بینات و زبر مین لکھہ مصرع	واہ یہ گلشن محبت ہے ۱۳۰۵ھ

قمر جناب منشی محمد احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

خوب ہی رنگین ہے گل نظم شوق	سارے گلون کا ہے یہ سرتاج گل
مصرع تاریخ یہ کہیئے قمر	باغ معانی کا کھلا آج گل ۱۳۰۵ھ

محسن جناب مولانا محمد محسن صاحب کاکوروی مصنف چراغ کعبہ صبح تجلی ۔ سراپاے رسول اکرم وقصائد نعتیہ وغیرہ

اس قدر شوخ مثنوی محسن	نہ کسی نے سنی نہ دیکھی ہے
روبرو اس زبان اردو کے	فارسی کی تمام ترکی ہے
کس بلندی پہ ہے زمین شعر	فلک ہشتمین پہ کرسی ہے
سحر و افسون ہے بول چال اسکی	فتنۂ حشر لفظ و معنی ہے
اوڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون	سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا ترپتے ہوے	ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتف غیب بھی یہ کہتا ہے	بارک اللہ عجیب شوخی ہے ۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز کلک شوق باذوق	افسون نے خواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین	نیرنگ معنی شگفتہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

می سزد بہر نثار این نگارین مثنوی	آب و تاب گوہر شہوار اشعار نسیم
گرچہ میگوید سخندانش بہاے بیخزان	گفتمش کہ بود خزانے بہر گلزار نسیم ۱۳۰۵ھ

ایضاً

ہوش ربا گشت ز اہل مذاق	چاشنی این سخن ذوق شوق
ہاتف غیب از پے تاریخ سال	گفت ز محسن چمن ذوق

محبت۔ سید محمد واجد حسین صاحب تعلقدار رسولی۔ شاگرد جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

شوق نے کی نظم ایسی مثنوی
کہتے ہین سب شاعر اسکو جان عشق
لکھو ہجری مین محبت سال طبع
ہے عجائب یہ بہارستان عشق
۱۳۰۵ھ

معصوم۔ جناب حکیم معصوم علی صاحب شاگرد جناب حمت الدولہ بہادر حکیم لکھنوی

شوق نے کیا نظم کی ہے مثنوی
جسکا دل طالب ہے وہ مطلوب ہے
کیون ہے سال طبع مین معصوم فکر
لکھدے اب یہ مثنوی مرغوب ہے
۱۸۸۷ء

ایضاً

واہ اے شوق واہ کیا کہنا
ہے عجب دلربا ترانۂ شوق
کہا معصوم نے یہ سال طبع
ثمرہ جان ہے یا ترانۂ شوق
۱۸۸۷ء

نعیم۔ جناب حکیم محمد نعیم الزمان خانصاحب۔ شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

رنگین نظم شوق سخنور
رنگ چمن پر خندہ زن ہے
مثنوی دلچسپ کو دیکھو
اک معشوق رشک چمن ہے
اسکی سیاہی شام وصلت
اور سپیدی صبح وطن ہے
نقطہ جو ہے خال ہے رخ کا
دائرہ جو ہے شکل دہن ہے
کہیئے نعیم اب تاریخ اسکی
کیا ہی لعل تاج سخن ہے
۱۳۰۵ھ

وزیر۔ جناب شیخ وزیر علی صاحب شاگرد جناب حکیم

کہی ہے عجب مثنوی شوق نے
بلا شبہہ یہ دامن فیض ہے
ہوئی فکر تاریخ جب دم وزیر
یہ دل نے کہا گلشن فیض ہے
۱۳۰۵ھ

وفاق - جناب شیخ جہان بخش صاحب شاگرد جناب حکیم

ارم ہے مثنوی حضرت شوق / کہ ہیں غلمان لفظ و حور معنی
ہے آئینہ صفائے بندش بیت / عیاں ہے چہرۂ پرنور معنی
کلیم طبع لکھ تاریخ اسکی / گلستان مضامین طور معنی
۱۸۸۷ء

یوسف - جناب نواب محمد یوسف حسین خان صاحب بہادر رئیس شہر لکھنؤ شاگرد جناب تدبیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم و مغفور

شوق کی یہ مثنوی ہے بے نظیر / اس پہ ہے اہل سخن کا اتفاق
کیا بیان دلبستگی کا حال ہو / ہے وفاق ایسا کہ قربان ہو نفاق
کلک یوسف نے لکھی تاریخ طبع / جلوہ آرا حال درد اشتیاق
۱۳۰۵ھ

حسان - جناب منشی محمد مہر علی صاحب ملیح لوی - شاگرد جناب قدر بلگرامی مرحوم

زنیرنگ این مثنوی فصیح / بدام فصاحت سخن شد اسیر
چو حسان خیال سن طبع کرد / رقم زد قلم نسخۂ بے نظیر
۱۸۸۷ء

فیروز - جناب محمد فیروز شاہ خان صاحب رامپوری

کرے وصف کیا کوئی اس مثنوی کا / سراپا کہانی ہے درد جگر کی
ہوئی فکر تاریخ فیروز کو جب
کہی - مثنوی شوق والا گہر کی
۱۳۰۵ھ

مفید اور دلچسپ کتابین

نقد قیمت بھیجکر یا بذریعہ ویلو دفتر اودھ پنچ لکھنؤ سے طلب فرمایئے

حیات شیخ چلی - دلکش ظرافت کے ساتھ سوانح عمری اور خیالات اور اصول شیخ چلی کے دلچسپ پیرایہ مین ہدیہ ناظرین کیے گئے ہین منشی سجاد حسین مرحوم اہلکار سرکار نظام اسکے مصنف ہین - قیمت ۸ر

مرقع عبرت - ایک نتیجہ خیز ناول ہے جسمین ہندو مسلمان اہل علم اور ملازمان سرکار کے نفاق اور خرابیون کو دلچسپ پیرایہ مین دکھایا گیا ہی - قیمت ۸ر

احمق الذین - شستہ اور چست عبارت مین ان احمقون کا خوب خاکہ اڑایا گیا ہی جو خیالات اور تہذیب اور ریفارم کے جوش مین بے تمیزی کے ساتھ بے موقع اور نامناسب کوشش کر کے اپنی اور ملک کی عافیت تنگ کرتے ہین یہ کتاب اسقدر مطبوع ہے کہ دو مرتبہ چھپ چکی ہی مصنفہ اڈیٹر اودھ پنچ - قیمت ۸ر

میٹھی چھری - چست اور معنی خیز طرز تحریر مین لکھا گیا ہی کہ کسطرح امرا اور ذی دولت سرکارون مین چالاک اپنا درخرید اکر کے ریاست کو لٹاتے ہین اسکے بہت سے حصے سوچنے سمجھنے کے لائق ہین مصنفہ اڈیٹر اودھ پنچ - قیمت ۱۲ر

جلے تن - داسوختِ ظرافت انعز نا ہوش صاحب - قیمت ۲ر

قصہ سلامان وابسال - قیمت ۲ر

روس و انگلستان کا سچا حال - قیمت ۸ر

قواعد العروض - انشاعر فرا عرضی بے ہتا قدر بلگرامی مرحوم - قیمت

نمکدان ظرافت - قیمت ۲ر

المشتہر

مہتمم مطبع مشام اودھ ...

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

اودھ پنچ

سنتے سناتے کا باتصویر ہفتہ وار اردو پرچہ۔ تفریح و دلبستگی کا آلہ۔ ظرافت مین طاق۔ مذاق مین شہرۂ آفاق۔ سوشل مضامین کا دلکش مرقع۔ پولیٹکل خیالات کا دلاویز کیمرا۔ زبان شستہ۔ روزمرہ پاکیزہ جسکی سیف زبانی اور سلاست بیانی۔ تصاویر کی نازک خیالی دیکھنے سے متعلق ہے۔ قدردانان سخن۔ والیان ملک و امرائے عظام کی مہربانی سے ستائیس برس سے جاری ہے۔ قیمت عام [illegible] سالانہ پیشگی۔ طلبا و کم استطاعت شائقین کیلئے ان جلسون کیواسطے رعایتی قیمت صرف [illegible] سالانہ مگر گذشتہ پیشگی وصول ہونے کی شرط ہے ... کا کوئی حساب نہیں۔

المشتہر منیجر اودھ لکھنؤ

مطبع شام اودھ لکھنؤ

اس مطبع مین کام چھپائی اردو و ناگری کا مثل کتاب گلدستہ۔ تصاویر و نقشہ جات وغیرہ سادہ و رنگین اعلی درجہ کا نہایت عجلت اور کفایت کیساتھ چھپتا ہے۔ شرح اجرت خط و کتابت کے ذریعہ سے طے ہونا چاہیے۔

المشتہر منیجر مطبع شام اودھ لکھنؤ